عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
انٹرنیشنل

# ختم نبوة

KHATME NUBUWWAT
( AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE )
جلد نمبر ۸ | شمارہ نمبر ۴۷

## رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا انجام

تذکرہ انبیاء کرام علیہ السلام

حاتم طائی کے بیٹے کی دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری

انتخاب خطبات امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ

کسی کا مذاق نہ اڑایئے

مرزا قادیانی کی ہسٹری

ہمارے انعامی چیلنج پر قادیانیوں کی جھنجھلاہٹ

خوشی

# تذکرہ انبیاء علیہم السلام

مرسلہ: محمد اجود میرانی

## حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے آپ بھی اللہ تعالیٰ کے رسول تھے آپؑ کا لقب ذبیح اللہ تھا اللہ تعالیٰ کے گھر خانہ کعبہ کی تعمیر میں آپؑ ہی نے اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدد کی تھی۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیمؑ کو ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرو چنانچہ آپ ذبح ہونے کے لئے تیار ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ذبح ہونے سے بچا لیا اور آپؑ کی جگہ ایک دنبہ ذبح ہو گیا اس عظیم قربانی کی یاد کے طور پر مسلمان ہر سال عید قربان پر جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔

## حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپؑ بھی اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا آپ کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپؑ کے بھائیوں کو والد ماجد کی یہ محبت پسند نہ تھی انہوں نے ایک دن حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینک دیا جہاں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بچا لیا۔ وہاں سے کچھ لوگوں نے آپؑ کو نکالا اور ملک مصر جا کر فروخت کر دیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو کچھ عرصہ بعد مصر کا بادشاہ بنا دیا۔ بہت عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کو آپ کے والدین اور بھائیوں سے ملا دیا اس وقت حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنی غلطی تسلیم کر لی تو آپؑ نے بھی بھائیوں کو معاف کر دیا اور پھر سب مصر میں ہی رہنے لگے۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول تھے آپؑ ملک مصر میں پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت مصر کے بادشاہ کا نام فرعون تھا جو بہت بڑا ظالم اور کافر تھا حضرت موسیٰؑ نے فرعون کا مقابلہ کیا آخر اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے لشکر کو دریا غرق کر دیا حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے اپنی ایک کتاب دی تھی جس کا نام توریت تھا اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے بھائی کو اپنا نبی بنایا تھا جن کا نام حضرت ہارونؑ تھا۔

## حضرت داؤد علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول تھے ایک دفعہ مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہوا تو کافروں کے سردار جالوت کو آپ ہی نے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو سلطنت بھی دی تھی آپؑ کا لقب خلیفۃ اللہ تھا آپؑ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جانوروں اور پرندوں کی بولی سمجھ لیتے تھے آپ بادشاہ ہونے کے باوجود اپنے ہاتھ سے محنت مزدوری کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے ہاتھوں میں لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا تھا آپؑ لوہے سے مختلف چیزیں بنا کر فروخت کرتے تھے آپ کے ایک بیٹے کا نام حضرت سلیمانؑ تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا تھا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے حضرت داؤدؑ کو اپنی کتاب دی تھی جس کا نام زبور تھا۔

## حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمانؑ اللہ تعالیٰ کے رسول تھے آپ حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے آپ بہت ہی ذہین تھے آپؑ کے والد ماجد حضرت داؤدؑ بچپن ہی میں آپؑ سے مشورہ لیتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بہت بڑی حکومت عطا کی تھی آپ انسانوں کے علاوہ پرندوں، جانوروں، ہوا اور جنات پر بھی حکومت کرتے تھے آپؑ پرندوں اور جانوروں کی بولی سمجھ لیتے تھے اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا گھر بیت المقدس آپ ہی نے جنات سے تعمیر کرایا تھا اسی دوران آپ انتقال فرما گئے۔ آپؑ انتقال کرنے کے بعد ایک سال تک لاٹھی کے سہارے کھڑے رہے لیکن جنات کو پتہ نہ چلا جب بیت المقدس کی تعمیر مکمل ہو گئی تو اس وقت سب کو آپ کے وصال کی خبر ہوئی۔

## حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول تھے آپ کی قوم بتوں کی پوجا کرتی تھی۔ اور کئی دوسرے گناہ بھی کرتے تھے حضرت یونسؑ ان کو سمجھاتے رہے لیکن وہ باز نہ آئے آخر حضرت یونسؑ نے انہیں بتایا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے والا ہے اس کے بعد حضرت یونسؑ وہاں سے روانہ ہو گئے آپ کے جانے کے بعد پوری قوم نے بڑی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنا عذاب دور کر دیا۔ حضرت یونسؑ اپنی قوم سے روانہ ہوئے تو بیٹھ ایک کشتی میں سوار ہوئے تھوڑی دیر بعد ایک طوفان آیا اور کشتی غرق ہونے لگی۔ تو آپ نے دریا میں چھلانگ لگا دی آپؑ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک بہت بڑی مچھلی نے نگل لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو وہاں زندہ سلامت رکھا۔ وہاں آپ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا تو اس نے آپ کو دریا کے کنارے ڈال دیا کچھ دن وہاں رہ کر آپؑ دوبارہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان کو تبلیغ فرمانے لگے۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا کیا تھا آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت مریمؑ تھا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے آپ کو ایک کتاب دی جس کا نام انجیل تھا اس وقت کا بادشاہ اور لوگ آپؑ کے دشمن ہو گئے تھے انہوں نے آپؑ کو شہید کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اب قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ آپؑ کو دوبارہ دنیا میں بھیجیں گے۔

ہفت روزہ
# ختم نبوت
KHATME NUBUWWAT
AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

اشاعت ۲۲ تا ۲۸ شوال ۱۴۱۰ھ
مطابق ۱۸ تا ۲۴ مئی ۱۹۹۰ء شمسی
جلد نمبر (8) شمارہ نمبر (47)

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

**سرپرست**
شیخ المشائخ حضرت مولانا
**خان محمد صاحب مدظلہ**
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

**مجلس ادارت**
مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

## اِس شمارے میں

۱ — تذکرہ انبیاء کرام علیہم السلام — ۲
۲ — رحمۃ للعالمین کی گستاخی کا انجام — ۴
۳ — ہمارے انعامی چیلنج پر قادیانیوں کی جھنجھلاہٹ (اداریہ) — ۵
۴ — پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم — ۸
۵ — حاتم طائی کے لڑکے کی دربارِ رسالت میں حاضری — ۱۰
۶ — فقیہ اُمت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ — ۱۱
۷ — کسی کا مذاق نہ اڑائیے — ۱۲
۸ — انتخاب ہو تبلیغ امیر شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ — ۱۴
۹ — ہمارا نصاب تعلیم — ۱۵

**سرکولیشن منیجر**
محمد انور

**رابطہ دفتر**
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ ۷۴۳۰۰
فون نمبر: ۷۷۱۱۹۷۱

LONDON OFFICE
35 Stock Well Green
London
SW9 9HZ UK
Tel: 01-737-8199

**چندہ**
سالانہ — ۱۵۰ روپے
ششماہی — ۷۵ روپے
سہ ماہی — ۴۵ روپے
فی پرچہ — ۳ روپے

چندہ
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بھیجنے کیلئے الائیڈ بینک
بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳
کراچی پاکستان

**سرپرستان**
- حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ — مہتمم دارالعلوم دیوبند انڈیا
- مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن صاحب — پاکستان
- حضرت مولانا محمد یونس صاحب — بنگلہ دیش
- مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمود اور یوسف صاحب — برما
- شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد اسحاق خان صاحب — متحدہ عرب امارات
- حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب — جنوبی افریقہ
- حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب — برطانیہ
- حضرت مولانا محمد مظہر عالم صاحب — کینیڈا
- حضرت مولانا سعید انگار صاحب — فرانس

**نارتھ امریکہ**
- وینکوور — جمال عبدالستار
- ایڈمنٹن — عامر رشید
- وینی پیگ — میاں حمید
- ٹورنٹو — حافظ سعید احمد
- مونٹریال — آفتاب احمد
- واشنگٹن — کرامت اللہ
- شکاگو — محمد عبدالغنی
- لاس اینجلس — مزمل سید
- سیکرمنٹو — چوہدری محمد شریف گوندل

**بیرون ملک نمائندے**
- قطر — قاری محمد اسماعیل رشیدی
- دوبئی — قاری محمد اسماعیل
- ابوظہبی — قاری وصیف الرحمٰن
- برما — محمود یوسف
- بارباڈوس — اسماعیل قاضی
- سوئٹزرلینڈ — لے، کیو، انصاری
- برطانیہ — محمد اقبال
- اسپین — راجہ حبیب الرحمٰن
- ڈنمارک — محمد ادریس
- ناروے — میاں اشرف جاوید
- افریقہ — محمد زبیر افریقی
- ماریشس — محمد اخلاص احمد
- ٹرینیڈاڈ — اسماعیل ناخدا
- ری یونین فرانس — عبدالرشید بزرگ
- بنگلہ دیش — محی الدین خان
- مغربی جرمنی — مشتاق الرحمٰن
- سنگاپور — سید زبیر حسن بخاری

# رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے اور ایذا پہنچانے کا انجام

"ٹوٹ گئے ہاتھ ابی لہب کے اور ٹوٹ گیا وہ آپ، کام نہ آیا اس کو مال اس کا اور نہ جو اس نے کمایا اب پڑے گا۔ ڈیگ مارتی آگ میں اور اس کی جورو جو سر پر لئے پھرتی ہے ایندھن۔ اس کی گردن میں رسی ہے مونجھ کی۔"

(ترجمہ القرآن سورۃ لہب پارہ ۳۰)

تفسیر، حدیث و تاریخ

ابولہب جس کا نام (عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب) ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا۔ لیکن اپنے کفر و شقاوت کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شدید ترین دشمن تھا۔ جب آپ کسی مجمع میں پیغام حق سناتے۔ یہ بدبخت پتھر پھینکتا۔ حتیٰ کہ آپ کے پائے مبارک لہو لہان ہو جاتے اور زبان سے کہتا کہ لوگو! اس کی بات مت سنو۔ یہ شخص (معاذ اللہ) جھوٹا ہے۔ کبھی کہتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ان چیزوں کا وعدہ کرتے ہیں۔ جو مرنے کے بعد ملیں گی۔ ہم کو تو وہ چیزیں ہوتی ہوئی نظر نہیں آتیں۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے مخاطب ہو کر کہتا "تم دونوں ٹوٹ جاؤ کہ تمہارے اندر اس میں سے کوئی چیز نہیں دیکھتا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں۔"

ایک مرتبہ حضورؐ نے کوہ صفا پر چڑھ کر سب کو پکارا۔ آپؐ کی آواز پر تمام لوگ جمع ہو گئے آپؐ نے نہایت مؤثر پیرایہ میں اسلام کی دعوت دی۔ ابولہب بھی موجود تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ ہاتھ جھٹک کر کہنے لگا،" تو برباد ہو جائے کیا ہم کو اس بات کے لئے جمع کیا تھا۔ اور "روح المعانی" میں بعض سے نقل کیا ہے۔ کہ اس نے ہاتھوں میں پتھر اٹھایا کہ آپ کی طرف پھینکے۔ غرض اس شقاوت اور حق سے عداوت انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اس پر جب اللہ کے عذاب سے ڈرایا جاتا تو کہتا کہ اگر سچ مچ یہ بات ہونے والی ہے۔ تو میرے پاس مال و اولاد بہت ہے۔ ان سب کو فدیہ دے کر عذاب سے چھوٹ جاؤں گا اس کی بیوی ام جمیل کو بھی پیغمبر اسلامؐ سے ضد تھی۔ جو دشمنی کی آگ ابولہب بھڑکاتا تھا۔ یہ عورت گویا لکڑیاں ڈال کر اس کو اور زیادہ تیز کرتی تھی۔ سورۃ ہذا میں دونوں کا انجام بتلا کر متنبہ کیا ہے کہ مرد ہو یا عورت دونوں اپنا ہو یا بیگانہ، بڑا ہو یا چھوٹا، جو حق کی عداوت پر کمر باندھے گا وہ آخر کار ذلیل اور تباہ ہو جائے گا۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت بھی اس کو تباہی سے نہ بچا سکے گی۔ یا ابولہب کیے ہاتھ جھٹک کر باتیں بناتا اور اپنے قوت بازو پر مغرور ہو کر خدا کے مقدس و معصوم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ سمجھ لے کہ اب اس کے ہاتھ ٹوٹ چکے ہیں۔ اس کی سب کوششیں حق دبانے پر برباد ہو چکیں۔ اس کی سرداری ہمیشہ کے لئے مٹ گئی۔ اس کے اعمال اکارت گئے۔ اور اس کا زور ٹوٹ گیا۔ اور وہ خود گمراہی کے گڑھے میں پہنچ گیا۔

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ کہتے ہیں کہ غزوۂ "بدر" سے سات روز بعد اس کے زہریلی قسم کا ایک دانہ نکلا۔ اور مرض کے خوف سے سب گھر والوں نے اسے الگ ڈال دیا۔ وہیں مر گیا۔ اور تین روز تک لاش یونہی پڑی رہی۔ کسی نے نہ اٹھائی۔ جب سڑنے لگی اس وقت حبشی مزدوروں سے اٹھوایا۔ اور ایک گڑھا کھود کر لاش کو ایک لکڑی سے اس کے اندر ڈھکا دیا۔ اوپر سے پتھر بھر دیے۔ یہ تو دنیا کی رسوائی اور بربادی تھی۔ مال اور اولاد عزت و جاہت کوئی چیز وجاہت سے نہ بچا سکی مرنے کے بعد سخت شعلہ زن آگ میں پہنچنے والا ہے۔ شائد اسی مناسبت سے قرآن نے اس کی کنیت ابولہب قائم رکھی۔ دنیا تو ابولہب اس کو اس لئے کہتی تھی کہ اس کے رخسار آگ کی طرح چمکتے تھے مگر قرآن نے بتا دیا کہ وہ اپنے انجام سے بھی ابولہب کہلانے کا مستحق ہے۔

ابولہب کی عورت ام جمیل باوجود مالدار ہونے کے سخت بخل اور خست کی بنا پر خود جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتی۔ اور کانٹے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں ڈال دیتی تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر آنے جانے والوں کو تکلیف پہنچے۔ فرماتے ہیں کہ وہ جس طرح یہاں حق دشمنی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی میں اپنے شوہر کی مددگار رہی دوزخ میں بھی اسی صورت سے اس کے ہمراہ رہے گی۔ شاید وہاں زقوم اور ضریع کی (جو جہنم کے خاردار درخت ہیں۔ لکڑیاں اٹھا اٹھا کے پھرے۔ اور ان کے ذریعہ سے اپنے شوہر پر عذاب الٰہی کی آگ کو تیز کرتی رہے۔ ام جمیل کی گلے میں ایک ہار بہت قیمتی تھا۔ کہا کرتی تھی لات و عزیٰ کی قسم اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر خرچ کر ڈالوں گی۔ ممکن ہے کہ دوزخ میں بھی اس کی گردن اس ہار سے خالی نہ رہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اس بدبخت کی موت بھی اسی طرح واقع ہوئی لکڑیوں کے گٹھے کی رسی اس کے گلے میں آپڑی جس سے اس کا گلا گھٹ کر دم نکل گیا۔

# ہمارے انعامی چیلنج پر قادیانیوں کی جھنجھلاہٹ

ہم نے رسالہ ختم نبوت جلد نمبر ۸، شمارہ نمبر ۴۲ میں دنیا بھر کے قادیانیوں کو ایک لاکھ روپے کا انعامی چیلنج دیا تھا اور لکھا تھا کہ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ "میں" انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں، جس کے لئے ہم حوالہ دینے کے لئے تیار ہیں ہمارا دنیا بھر کے قادیانیوں کو چیلنج ہے کہ وہ ہمارے دعوی کو غلط ثابت کر کے ایک لاکھ روپیہ انعام حاصل کریں اگر غلط ثابت نہ کرسکیں اور یقیناً نہیں کرسکتے تو انہیں چاہیئے کہ وہ مرزا قادیانی پر لعنت بھیجیں اور تاجدار ختم نبوت کے دامن سے وابستہ ہو کر اپنی عاقبت سنوارلیں۔ نوٹ:۔ قادیانیوں کو سات دن کی مہلت ہے ورنہ ان کا فرار تصور کیا جائے گا!

چنانچہ ہم نے سات دن کے بعد اگلے شمارے میں روحانی خزائن جلد ۱۳، کے صفحہ ۳۵۰ کا عکس شائع کردیا اس میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:۔

سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کرچکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گذار ہیں اس **خود کاشتہ پودا** کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے بھی فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔"

روحانی خزائن کے عکس کے بعد ہمیں ایک قادیانی نوجوان احمد علی نے خط لکھا جو شمارہ نمبر ۴۳ میں شائع ہوا۔ اس نے لکھا۔

"آپ نے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی انگریزوں کا لگایا ہوا پودا ہے یہ آپ کا وعدہ ہے کہ جو اسے ثابت کرے گا کہ جھوٹ ہے تو اسے آپ ایک لاکھ روپیہ انعام دیں گے میں نے اپنے مربی جناب اشرف ناصر سے فون پر بات کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس یہ دعویٰ ہے کہ یہ جھوٹ ہے میں نے کہا کہ آپ مولوی صاحبان سے پوچھیں کہ وہ ایسا کیوں کہتے ہیں تو میں نے کہا کہ ہم ان سے کوئی بات کرتے ہیں تو وہ ہم پر کیس کر دیتے ہیں تو میں نے کہا آپ کہیں تو میں خط لکھوں تو انہوں نے کہا اگر مولوی صاحبان کیس نہ کریں مجھ پر تو میں بات کرنے کو تیار ہوں اب میری آپ سے اپیل ہے کہ آپ بتائیں کہ آپ ہمارے مربی سے کون سی تاریخ کو کتنے بجے اور کہاں ملنے کو تیار ہیں۔"

ہم نے خط کے ساتھ اس کا جواب شائع کیا اور لکھا کہ آپ کے مربی صاحب نے محض فرار کا بہانہ تلاش کیا ہے اگر وہ یہ ثابت کردیں کہ مرزا قادیانی نے خود کو کہیں بھی خود کاشتہ پودا نہیں لکھا تو وہ جس وقت چاہیں ہم سے بات کریں ہمارے دروازے ہر وقت کھلے ہیں ان کے خلاف کوئی کیس نہیں کیا جائے گا بلکہ ہم محمدی اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی بھرپور خدمت کریں گے۔ اگر انہوں نے یہ ثابت کردیا کہ حوالہ غلط ہے تو ان کی خدمت میں ایک لاکھ روپیہ بھی پیش کیا جائے گا مربی صاحب اور آپ جمعہ کے علاوہ صبح دس بجے سے شام چار بجے تک ہمارے دفتر میں آسکتے ہیں۔ (خلاصہ)

ہمارے اس جواب کے بعد مربی صاحب کو تو گویا سانپ سونگھ گیا ہم نے جو کچھ لکھا تھا ٹھوس ثبوت کے ساتھ لکھا تھا جس کا جواب اشرف ناصر تو کجا مرزا طاہر کے پاس بھی نہیں ہے۔ الحمد للہ جس نوجوان احمد علی نے ہمیں خط لکھا تھا وہ اپنے مربی کے فرار سے مطمئن ہوگیا چنانچہ اس نے مربی مذکور کو خط لکھا جس کا جواب نہ ملنے پر اس خط کی کاپیاں چیدہ چیدہ قادیانیوں کو روانہ کیں وہ شمارہ نمبر ۴۵ میں شائع ہوچکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

"میرا نام احمد علی ہے میں اس خط کے ذریعے اپنا تعارف کرانا چاہتا ہوں مثلاً یہ کہ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میری آپ سے کیا دشمنی ہے تو میں عرض کردوں کہ میری دشمنی سارے مربیوں سے ہے جو کہ ہم لوگوں کو حقیقت نہیں بتاتے جس کا مجھے اب علم ہوا ہے ایک مسلمان نوجوان نے مجھے آٹھ کتابچے دیئے جن میں سے دو یہ ہیں

۱۔ قادیانیوں اور دوسرے مسلمانوں میں فرق

۲۔ قادیانی عقائد پر ایک نظر۔

ان کتابچوں میں، میں نے جو کچھ پڑھا اس کی تصدیق "ربوہ" کی لائبریری سے کی جب مجھے پتہ چلا کہ واقعی مرزا قادیانی انگریزوں کا لگایا ہوا پودا ہے اگر آپ کو یقین نہ آئے تو آپ بھی ان کا مطالعہ کریں۔ . . . . . . جس پودے کو انگریزوں نے لگایا وہ اسلام کی کیا خدمت کرسکتا ہے آپ خود بھی سوچیں اور تمام احمدیوں کی آخرت

سنواریں اور اگر یہ جھوٹ ہے تو آپ مولویوں کے پتہ پر جا کر یہ معلوم کریں۔ ۹، ۲، ۱۵ تک عدالت میں چیلنج کریں اگر آپ نے میرے مشورہ پر عمل نہ کیا تو اس خط کی فوٹو کاپیاں جو اکرا احمدیوں کے پتے پر پوسٹ کرنا شروع کر دوں گا۔" (خلاصہ)

اس خط کے بعد بھی مربی اشرف نامہ چپ سادھے رہا۔ جناب احمد علی صاحب نے اس خط کی فوٹو کاپیاں کرا کے چیدہ چیدہ قادیانیوں کو بھیجیں جس پر ایک قادیانی نے اپنے خط کے ساتھ بھیجی ہے جس نے ایک خط ہمیں تحریر کیا ہے وہ خط یہ ہے۔

ختم نبوت کے شمارہ نمبر ۳۰ میں ایک قادیانی نوجوان کا خط شائع کر کے آپ نے مذہبی رواداری کی ایک مثال قائم کی ہے۔ یہ رسالہ چونکہ بعض قادیانیوں کو بھی پڑھایا جاتا ہے لہٰذا وہ اب آپ کی طرف سے اس چیلنج کے عملی ثبوت کے منتظر رہیں گے،

محترم میرا ایک دوست جو خود کو "احمدی" کہلاتا ہے اس کا کہنا ہے کہ آپ کے اس شمارہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جس میں انعامی دعوت شائع کی گئی ہے قادیانی مربی نے گذشتہ دنوں ایک جلسہ میں معیار کے اندر رہتے ہوئے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے جن قادیانیوں نے اس جواب کو سنا وہ شمارہ نمبر ۳۰ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ امید کرتے ہیں کہ آپ بالمشافہ قادیانی مربی سے گفتگو کی بجائے اس تقریر کی کیسٹ سن لیں اگر آپ رضامند ہوں یا کیسٹ میں آپ کی تسلی نہ ہو سکے تو پھر بالمشافہ مقابلہ بھی ہو سکتا ہے۔

محترم مولوی صاحب! ایک بات یہ ہے کہ پہلے جو مقابلہ جات ہو چکے ہیں کیا ان میں یہ اعتراض پیش نہ ہوا تھا۔ ایک سو سال بیت چکا ہے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے آج یہ انعام کیا معنی رکھتا ہے میرا مشورہ ہے کہ آپ اس قسم کے مقابلہ جات میں پھنس کر اپنے اصلی مشن کو بھول جائیں گے ایسا نہ کیا کریں قادیانیوں کو اپنا کام کرنے دیں اور خود اپنا کام کریں کیا مجلس ختم نبوت کو ایک لاکھ کی گرانٹ زکوٰۃ فنڈ سے مفت ملی ہے جو انعام کے لالچ میں ضائع کروانا چاہتے ہیں۔ اس ایک لاکھ سے رسالہ کی تزئین اور خوبصورتی میں اضافہ کیا جائے میرا خیال ہے کہ یہ بات آپ کی کھوپڑی میں داخل ہو جائے گی۔ احمد عبداللہ کراچی ٭

اس خط کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ قادیانی مربی نے اس چیلنج کا جواب دیا ہے جو کیسٹ میں محفوظ ہے اس تقریر کی کیسٹ سن لیں اگر اس سے تسلی نہ ہو سکے تو بالمشافہ مقابلہ بھی ہو سکتا ہے۔

۲۔ ایک سو سال ہو چکے ہیں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے۔

اصولاً وہ کیسٹ بھیجا جانا چاہیئے تھا تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ مربی صاحب نے کیا جواب دیا ہے کیسٹ نہ بھیجنے سے ہی یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ مربی صاحب نے ادھر ادھر کی گپ مار کر خانہ پری کرنے کی کوشش کی اور جنہوں نے وہ تقریر سنی ہے وہ بھی اس سے مطمئن نہیں ہیں ہو سکتا ہے کہ مربی صاحب نے اپنی تقریر میں یہ کہا ہو کہ

۱۔ مرزا قادیانی اگر انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوتا تو وہ عیسائی پادریوں سے مقابلہ کیوں کرتا نیز

۲۔ اس نے رد عیسائیت پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں وغیرہ وغیرہ

لیکن ہم تو مرزا قادیانی ہی کی تحریر سے اس کا بھی بھانڈا پھوڑ دیتے ہیں کہ وہ عیسائی پادریوں سے مقابلہ و مناظرہ کیوں کرتا تھا اور ان کے خلاف کتابیں کیوں لکھیں۔

"ہاں میں اس کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا اور میں اس بات کا بھی اقرار کرتا ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی ——— تو یہ اندیشہ میرے دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو یعنی وہ حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ مدیر) تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کو دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تا سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں (مرزا قادیانی کے آقا انگریزوں کے خلاف۔ مدیر) کوئی بے امنی پیدا نہ ہو تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں ان کے غیض و غضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہو گا۔ کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔"

یہ کس کتاب میں ہے اس کا حوالہ ہم شائع نہیں کرتے جب قادیانی مربی ہمارے سامنے آئے گا تو کتاب پیش کر دی جائے گی ضرورت پڑنے پر عکس بھی شائع کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ایک سو سال ہو چکے ہیں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے "تو جناب! مرزا قادیانی کو "خود کاشتہ پودا" لکھے ہوئے اتنا عرصہ بیت گیا لیکن آج تک کسی قادیانی نے یہ نہیں لکھا اور کہا کہ ہمارے مرزا صاحب نے خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا نہیں لکھا ہمارا سوال بھی یہی ہے جس کو دنیا کا بڑے سے بڑا قادیانی جھٹلا نہیں سکتا۔ رہا اعتراض کے جواب والی بات تو یہ بحث الگ ہے لیکن آج تک اس کا بھی کسی قادیانی نے جواب نہیں دیا اگر دیا ہے تو سر اسر بکار رجس جواب لکھ کر ہمیں بھیج دیتا۔

بہرحال ہم نے جو کچھ لکھا ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ وہ صحیح ہے مرزا قادیانی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے اس نے نبوت، مسیحیت اور مہدویت وغیرہ کا ناٹک انگریزوں کے اشارے پر رچایا اگر کسی قادیانی میں جرأت ہے تو اسے غلط ثابت کر دکھائے لیکن ؎ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے ـــــ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔

# بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اکبر بگٹی کی طرف سے ذکریوں کی صفائی

بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اکبر بگٹی نے تربت مکران بلوچستان میں ذکری مذہب کے مصنوعی حج کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا:۔

"تربت میں ایک مذہبی معاملے پر گڑبڑ پھیلانے کے الزام میں سو سے زائد افراد کو گرفتار کیا گیا ہے.............. انہوں نے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت نے انتظامیہ کو دو شرائط منظور ہونے پر کسی قسم کے مسائل پیدا نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی تھی۔ ایک یہ کہ ذکری کوہ مراد میں حج نہیں کریں گے دوسرے یہ کہ تربت میں جو ذکری موجود ہیں۔ ان کے علاوہ وہاں مزید ذکری نہیں آئیں گے لیکن جمعۃ الوداع کی نماز کے فوراً بعد تربت میں مجلس کے اراکین نے ذکریوں کی عبادت گاہوں کو مسمار کرنے کی کوشش کی ہے۔ مجلس کے اراکین نے ہوائی فائرنگ کی جس کا ذکریوں نے بھی جواب دیا تاہم کوئی زخمی نہیں ہوا.......... انہوں نے کہا کہ یہ بات درست نہیں کہ ذکری کوہ مراد پر حج ادا کرتے تھے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی مقدس عبادت گاہوں میں عبادت کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کے آئین میں سکھوں، ہندوؤں، بدھوں، پارسیوں سمیت سب کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔"

(جنگ کراچی ۲۲ اپریل سنہ ۱۹۹۰ء)

درمیان میں ایک شمارہ کی تعطیل کی وجہ سے ہم بگٹی صاحب کے بیان پر تاخیر سے اظہار خیال کر رہے ہیں۔ بگٹی صاحب ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ ہم نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے دو مطالبات مان لئے ہیں۔ لیکن دوسری طرف وہ ذکریوں کی یہ کہہ کر صفائی دے رہے ہیں کہ "یہ بات درست نہیں کہ ذکری کوہ مراد پر حج ادا کرتے تھے" بلکہ ان کی عبادت گاہوں کے بارے میں "مقدس عبادت گاہوں" کا لفظ استعمال کیا۔ اگر مطالبات مان لئے ہوتے تو ذکریوں کی وہ یوں صفائی نہ دیتے۔ بگٹی صاحب نے مزید صفائی دیتے ہوئے آئین کا بھی سہارا لیا ہے۔ اور کہا ہے کہ آئین میں سکھوں، ہندوؤں، بدھوں، پارسیوں سمیت سب کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ لیکن وہ یہ بھول گئے کہ ۷۴ء میں قادیانیوں کے خلاف اس لئے تحریک چلی تھی کہ وہ خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ اس لئے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ چنانچہ ۷۴ء کے آئین میں ترمیم کرکے نہ صرف قادیانیوں کو بلکہ ہر اس گروہ یا ٹولے کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا جو کسی شخص کو کسی بھی معنی میں نبی یا مصلح مانتا ہو۔

ذکری ملاں محمد اٹکی کو نبی، رسول، مہدی اور ایک مصلح مانتے ہیں۔ اس کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ کوہ مراد پر حج کرتے ہیں۔ وہاں صفا اور مروہ نام کی دو پہاڑیاں بنائی ہیں۔ ایک تالاب کو آب زم زم کا درجہ دیا گیا ہے۔ نماز نہ صرف ان کے ہاں موقوف ہے۔ بلکہ نماز جیسی فرض عبادت کا مذاق بھی اڑاتے ہیں۔ یہ سب ان کی اپنی کتابوں میں درج ہے۔ اس کے باوجود بھی وہ خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ چونکہ یہ ان کے عقائد ہیں۔ لہٰذا نہ تو ان کو مسلمان کہلانے کا حق ہے۔ اور نہ ہی انہیں شعائر اسلام کے استعمال کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ سکھ، ہندو، بدھ، پارسی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتے۔ اس لئے ان کو اپنی عبادت گاہوں میں عبادت کی رسم، ادا کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن اگر وہ بھی مسلمان کہلانے لگ جائیں تو مسلمان قوم قادیانیوں اور ذکریوں کی طرح انہیں بھی معاف نہیں کرے گی۔

ابھی چند ماہ پہلے ایک ذکری ملائی نے مسلمانوں کو مناظرے کا چیلنج دیا تھا۔ عالمی مجلس کی طرف سے آٹھ علماء نے وہ مناظرہ کا چیلنج قبول کیا۔ لیکن ذکری ملائی میں جرأت نہ ہوئی کہ وہ میدان مناظرہ میں اترتا۔ اس لئے ان کی اپنی کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے وہ ان کے دعووں سے مختلف ہے۔ ممکن ہے بگٹی صاحب کو ذکریوں نے یہ کہا ہو کہ وہ کوہ مراد پر حج نہیں کرتے تو انہوں نے سراسر جھوٹ بولا ہے۔ اور انہیں دھوکا دیا ہے۔ اگر وہ اپنے دعووں میں سچے ہوتے تو میدان میں آکر اپنی صفائی پیش کرتے تو اس واقعہ کے بعد بگٹی صاحب نے کیسے ان کی یقین دہانی پر اعتبار کر لیا؟۔

بلوچستان میں جمعیت علماء اسلام کے تعاون سے بگٹی صاحب وزیر اعلیٰ بنے ہیں۔ کرسی کے نشے میں ان سے اس مسئلہ پر مشورہ کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی۔ کم از کم وہ ان سے ہی پوچھ لیتے کہ ذکریوں کے عقائد کیا ہیں؟ ہم بگٹی صاحب سے گزارش کریں گے کہ وہ ذکریوں کے بارے میں اپنے بیان پر نظر ثانی کریں۔ انہیں مسلمانوں کے جو حقوق دیئے گئے ہیں وہ واپس لیں خصوصاً کلیدی عہدوں سے انہیں فوراً برطرف کریں۔ اگر وہ ذکریوں کے سر پر اسی طرح دست شفقت رکھیں گے تو پھر یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ یہ مسلمان کی کرسی کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گا۔

بھٹو دور میں قادیانیوں نے سازش کے تحت فورٹ منڈیمن کے علاقے میں جعلی قرآن تقسیم کرنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ اس وقت کے ڈپٹی سپیکر مولانا سید شمس الدین شہید اقتدار کی پرواہ کئے بغیر فوراً میدان میں اتر آئے تا آنکہ آج اس علاقے میں قادیانیت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ناموس رسالتؐ کے لئے اپنی جان بھی قربان کر دی۔ آج جو علماء ان کے ساتھ ہیں۔ وہ سید شمس الدین شہید کے مشن کے علمبردار ہیں۔ اگر ذکریوں کے خلاف تحریک شدت اختیار کر گئی........ تو یہی علماء اس تحریک کا ہراول دستہ ہوں گے۔ بگٹی صاحب کو اس مسئلہ کی سنگینی کا فوری احساس کرنا چاہیئے۔

# پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

از راجہ منیر ورنگانہ صاحب

آج ہم سب اس آفتاب رسالت کے ذکر جمیل سے اپنے قلوب کو پاک اور باوضو کرتے ہیں جن کی ذات اقدس سے والہانہ محبت اور عقیدت ہم سب کا ایمان ہے اور میں بھی اس ذات اقدس کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہوں جن کی اللہ نے قرآن پاک میں تعریف و توصیف کی اور جن کی جان کی حفاظت کی اللہ نے خود ضمانت بھی دی ہے۔

آنکھوں کے اشک دھو نہ سکے دل کے غبار کو
پہلے وضو کرو تو محمد کا نام لوں

نبی کریم جن کی عظیم شخصیت پر قرآن کا نزول ہوا رحمت العالمین ہیں محسن کائنات ہیں اور پیغمبر اسلام ہیں جہاں تک اسلام کا تعلق ہے وہ ایک لفظ میں توحید کا نام ہے۔ اسلام سلامتی اور امن کا دوسرا نام ہے اسلام دامن سمیٹنے کا نام نہیں بلکہ دامن پھیلانے کا نام ہے اور اسلام حقیقت پسندی اور رحمت کی بے کرانی کا نام ہے اسلام اخوت کی جہانگیری اور مروت کی فروانی کا نام ہے عشق محمدیؐ میں فنا ہو جانا اور نور محمدؐ کو اپنے باطن میں محسوس کرنے کا نام اسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں پیغمبر بھیجے جن پر وحی کی صورت میں ہدایت فرمائی وہ لفظی وحی رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والے قرآن کی شکل میں کمال تک پہنچی اور عملی ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے روپ میں جلوہ گر ہوئی اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق رسول کی اطاعت لازم ہے اور فرض ہے کوئی اصول اور قانون اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے پس پشت کوئی مثالی شخصیت لوگوں کی توجہ اپنی جانب کھینچ کر ان کو صراط مستقیم پر چلنے کی ترغیب نہ دے اس لئے یہ لازمی ہے کہ اس انسان کی سیرت کے تمام پہلو بے نقاب ہو کر عوام کے سامنے آ جائیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی سیرت سارے عالم کے لئے چونکہ ایک مثالی اور عملی نمونہ بننے کی صلاحیت رکھتی ہے عملی نمونہ بننے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی سیرت میں جامعیت پائی جائے اور یہ لازمی ہے کہ ان تعلیمات اور اصولوں پر وہ خود عامل ہو تاکہ اس کا عمل اور عملی زندگی ساری دنیا کے لئے بہترین مثال بن جائے ان تمام اصولوں کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو ایک ہی شخصیت دکھائی دیتی ہے جن کی سیرت طیبہ ان معیارات پر پوری اترتی ہے اور وہ ہیں سرور کائنات سرکار دو عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

آج سے تقریباً چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ کی تعمیر کے وقت ایک نبی کی بعثت کی دعا کی تھی ان کی دعا ۲۵۰۰ سال بعد کفر کی ظلمت کو مٹانے دنیا کی دولت کو لٹانے اور پرچم توحید کو لہرانے کے لئے ۵۷۱ء میں خصوصی خدائی تائید کے ساتھ پوری ہوئی ایسے ماحول میں جب یہ بچہ ہوش سنبھالتا ہے تو بکریاں چرانے لگتا ہے جوان ہوتا ہے تو سوداگری کرتا ہے اس کی عادات اور اخلاق سب سے جدا ہیں وہ کبھی کسی سے جھوٹ نہیں بولتا کسی سے بدکلامی نہیں کرتا کسی کو دکھ نہیں دیتا بلکہ دوسرے کی خاطر خود دکھ اٹھاتا ہے یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرتا ہے مجبوروں کو کھانا کھلاتا ہے بت پرستوں میں رہ کر بھی بتوں سے نفرت کرتا ہے کسی مخلوق کے آگے سر نہیں جھکاتا اس کی ایمانداری کا یہ حال ہے کہ لوگ اسے امین کے نام سے پکارتے ہیں ایسا ممتاز شخص ایسا نیک انسان پتھروں کے ڈھیر میں ایک چمکتا ہوا ہیرا دکھائی دیتا ہے جس کی نیکی پر انسان تو کیا فرشتے بھی قربان ہوتے ہیں آپ کی سچائی اور شخصیت سے لوگ بے حد متاثر ہوئے آپؐ انسانی عظمت اور بلندی کی وہ مثالی شخصیت ہیں جنہوں نے مکہ کی امیر خاتون کو متاثر کیا جس سے آپؐ کا نکاح ہو گیا مال و دولت کے ساتھ تجارت کا بہت بڑا میدان بھی ہاتھ آیا مگر آپ نے اس کو چھوڑ کر پہاڑوں اور غاروں کا رخ کیا اور قدرت کی خاموش دنیا کو اپنا ہم نشین بناتے ہوئے دعائیں مانگیں اس وقت زندگی کے ۴۰ ویں سال میں اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ کی طرف متوجہ ہوئی آپ کے لئے ہدایت اور روشنی کے دروازے کھول دیئے گئے آپؐ پر خدا کا کلام نازل ہونے لگا جس کی تکمیل ۲۳ سال کی مدت میں ہوئی آپ کی پاکیزہ گفتگو اور محبت آمیز برتاؤ نے عوام کے دلوں کو جیت لیا جس کی بنا پر لوگ آپ سے بے پناہ محبت کرنے لگے چند مثالیں پیش کرتی ہوں۔

ایک دفعہ ایک شخص نے باریابی کی اجازت چاہی آپؐ نے فرمایا آنے دو وہ اپنے قبیلہ کا اچھا آدمی نہیں ہے لیکن جب وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو نہایت نرمی سے گفتگو فرمائی حضرت عائشہؓ کو اس پر تعجب ہوا اور آپؐ سے دریافت کیا کہ آپؐ تو اس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے پھر بھی اس نرمی اور محبت سے پیش آئے آپؐ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے برا وہ شخص ہے جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔

۲ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ آپؐ کے رضاعی والد آئے آپؐ نے ان کے لئے چادر کا ایک گوشہ بچھا دیا پھر رضاعی ماں آئیں آپؐ نے دوسرا گوشہ بچھا دیا آخر میں رضاعی بھائی آئے تو آپؐ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُن کو اپنے سامنے بٹھالیا۔

۳ ایک سفر میں کھانا تیار نہ تھا تمام صحابہؓ نے مل کر کھانا پکانے کا انتظام کیا لوگوں نے ایک ایک کام بانٹ لیا لکڑی کا کام آنحضرت نے اپنے ذمہ لیا صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ کام ہم خدام کر لیں گے فرمایا ہاں سچ ہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم میں خود کو ممتاز کروں خدا اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہیوں میں ممتاز بنتا ہے۔

شاعر رسالت حسان بن ثابتؓ جو مشہور صحابی تھے اور مداح رسول کی حیثیت سے امتیاز رکھتے تھے فرماتے ہیں کہ میری آنکھ نے تم سے زیادہ حسین انسان آج تک نہیں دیکھا اور تم سے زیادہ باکمال بیٹا آج تک کسی ماں نے نہیں جنا

آپؐ تمام عیبوں سے پاک ہیں۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ ؎

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآن، وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ

ان تمام حقائق کی روشنی میں ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ انسانیت کو جس معراج پر پہنچانا فطرت کا مقصود ہے اس کا نمونہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے جو برکت و سعادت کا وہ سرچشمہ ہیں جن پر قرآن نازل فرمانے والے نے بھی درود و سلام بھیجا ہے اس لئے جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنا نور عطا فرما کر انسان کی ہدایت کے لئے بھیجا اور اس کی اطاعت کا حکم دیا پھر اس کی پیغمبری کو تسلیم نہ کرنے والے یا اس سے منہ موڑنے والا کافر ہے وہ خدا کو مانتا ہے یا نہیں مانتا یہ الگ سوال ہے ورنہ حقیقت محمدیہ کو الفاظ میں بیان کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔

حقیقت انسانی اصل حقیقت محمدی ہے اور چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم شخصیت پر انسانیت کی تکمیل ہوئی اس لئے وقت کا تقاضہ ہے کہ ہم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عظیم تاریخ ساز قائد تمدن محسن انسانیت اور ایک عظیم انسان کی حیثیت سے جانیں اور ان کی سیرت کو کتابوں کے صفحات سے نکال کر عملی زندگی میں اپنا کر آپس میں بھائی بھائی بن جائیں تاکہ انسانیت زندہ رہے۔

آج کے ماحول میں اجالے کی کوئی کرن اگر دکھائی دیتی ہے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام میں پوشیدہ ہے جو پیغام انہوں نے آج سے ۱۴ سو سال قبل پوری دنیا کو دیا تھا اور وہ پیغام یہ ہے کہ

”اے خدا کے بندو آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ“

**بقیہ : حاتم طائی**

مجھ کو یقین ہے کہ تیسری پیشگوئی بھی پوری ہونے والی زمانہ میں یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔ کہ لوگوں کو زکواۃ دینے کے لئے کوئی نہیں ملتا تھا حضرت عدی نے ۶۸ھ میں ۱۲۰ سال کی عمر میں کوفہ میں انتقال فرمایا۔

# نعت شریف

## سید الکونین نبی الحرمین امام القبلتین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بزم امکان کے شہکار رسولِ خاتم ﷺ
نسلِ آدم کے اے سردار رسولِ خاتم ﷺ

مٹ گئی دہر سے ظلمت جو ہوئے جلوہ نما
از سرِ مطلع انوار رسولِ خاتم ﷺ

منتظر مسجد اقصیٰ میں پیغمبر دیکھے
مرحبا سید ابرار رسولِ خاتم ﷺ

آپؐ کی ختم نبوت پہ نہ حرف آئے گا
جب تک زندہ ہیں احرار رسولِ خاتم ﷺ

اس سہارے پہ کہ بے پایاں ہے اس کی رحمت
در پہ آیا ہے خطا کار رسولِ خاتم ﷺ

اب ذرا آپ ہی للہ میری بخشش چاہیں
تجھ سا شافع ہے نہ مجھ سا گناہ گار رسولِ خاتم ﷺ

عمر بھر آیا نہ پیشانی پہ بل تک مصباح
کیسے بے مثل ہیں کردار رسولِ خاتم ﷺ

خواجہ مصباح الدین راٹھور ایم۔اے۔ منڈیکے گورایہ۔

# حاتم طائی کے لڑکے عدی کی دربارِ رسالت میں حاضری اور قبولِ اسلام

از قاری حضرت گل شاکر، بنوں

سنہ ۹ھ میں عدی بن حاتم طائی مسلمان ہوئے۔ ان کے مسلمان ہونے کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے۔ یہ اپنی قوم کے سب سے بڑے سردار تھے۔ قوم پیداوار اور مالِ غنیمت کا چوتھائی حصہ ان کی نذر کیا کرتی تھی۔ انہیں مسلمانوں سے سخت عداوت تھی۔ عیسائی تھے اور اسلام کو عیسائیت کا رقیب سمجھتے ہیں۔ اور سردار ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدار ان کی آنکھوں میں کھٹکتا تھا۔ ان کی سازش سے یمن کے قبیلے طے نے بغاوت کی حضرت علیؓ ان دنوں یمن کے گورنر تھے۔ انہوں نے بغاوت کو فرو فرمایا۔ اور بغاوت کے لیڈروں کو گرفتار کر کے مدینے بھیج دیا۔ ان میں عدی کی بہن بھی تھی وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئی۔ تو اس نے کہا کہ میں سخی حاتم طائی کی بیٹی ہوں میرا باپ بھوکوں کا پیٹ بھرتا تھا۔ اور غریبوں پر رحم کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے باپ میں مسلمانوں کی سی خوبیاں تھیں۔ عدی کی بہن نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر عرض کیا کہ میری آپ سے ایک درخواست ہے۔ آپ اس کو قبول فرما کر شکریہ کا موقع دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو کیا۔ عدی کی بہن نے فرمایا کہ میرے بھائی آپ کی فوج سے خفا ہیں۔ اور شام میں بھاگ گئے ہیں۔ آپ مجھ کو اجازت دیں۔ کہ میں ان کو لے آؤں۔ اور ان کے لئے ایک امن نامہ لکھ دیجئے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم چپکے سے چلے گئے۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ دوسرے روز پھر وہاں سے گذرے تو پھر اس نے وہی درخواست دہرائی۔ آپ نے فرمایا تم جلدی کیوں کرتی ہو۔ جب تمہارے علاقے سے کوئی آئے گا۔ جس پر تم کو اعتماد ہو۔ اس کے ساتھ چلی جانا۔ چنانچہ چند یوم ان کے رشتہ داروں میں سے چند اشخاص آ گئے۔ عدی کی بہن کہتی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے رشتہ داروں میں سے ایسے لوگ آ گئے ہیں جن پر مجھ کو اعتماد ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے کپڑوں کے جوڑے بھی بھیج دیئے۔ اور میرے لئے زادِ راہ اور سواری مہیا فرمائی۔ میں اپنے قرابت داروں کے ساتھ بھائی کے پاس شام پہنچ گئی۔

حضرت عدیؓ فرماتے ہیں۔ میں اپنے بال بچوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ دور سے مجھے چند سواریاں نظر آئیں۔ دیکھتا کیا ہوں کہ میری بہن ہے۔ ابھی سواری سے اتری نہ تھی۔ کہ مجھ کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ بڑا ظالم ہے۔ قاطع رحم ہے۔ اپنے بال بچوں کو اٹھا کر لے گئے۔ اور بہن کو یہاں چھوڑ گیا۔ چونکہ باتیں سچی تھیں علاوہ میرے پاس کوئی عذر نہ تھا۔ بہت شرمندہ ہوا۔ میں نے کہا کہ مجھ کو معاف فرمایئے

پھر میں نے اپنی بہن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استفسار کیا۔ انہوں نے کہا میرا تو خیال ہے کہ تم جلد ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ اگر وہ نبی ہیں تو تم کو جلدی سبقت کرنی چاہیئے۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں۔ تو تمہاری عزت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ اور میں ان کے ساتھ سوار ہو کر مدینہ پہنچ کر مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا عدی بن حاتم طائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اپنے ساتھ گھر لے چلے۔ راہ میں ایک بڑھیا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں شروع کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے۔ جب تک بڑھیا کی داستان ختم نہ ہو گئی۔ میں نے سوچا کہ بادشاہ اس طرح ضعیف بڑھیا عورتوں کے روکنے سے نہیں رکا کرتے۔ محمد بادشاہ نہیں ہیں۔ گھر میں داخل ہوئے۔ جس گدے پر آپ بیٹھا کرتے تھے۔ میری طرف سرکا دیا۔ میں نے عرض کیا نہیں آپ بیٹھئے! فرمایا نہیں آپ بیٹھئے۔ چنانچہ میں گدی پر بیٹھ گیا۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے اب مجھے یقین ہو گیا کہ محمد بادشاہ ہرگز نہیں۔ بیٹھنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عدی تم رکوسی ہو۔ میں نے جواب دیا ہاں۔

پھر فرمایا تم اپنی قوم سے پیداوار کا چوتھائی لیتے ہو؟ میں نے کہا جی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے دین کے تو یہ خلاف ہے۔ عدی نے کہا بے شک! اب میں نے دل میں سوچا ہو نہ ہو یہ نبی ہیں۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدی! تم کو اسلام لانے میں کون سی چیز مانع ہے۔ عدی! تم کو شائد یہ چیز مانع ہو کہ مسلمان نہایت مفلس، قلاش، اور غریب ہیں۔ عدی! وہ وقت آنے والا ہے۔ کہ مسلمانوں کے پاس اتنا مال ہو گا۔ کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں ملے گا۔ عدی شائد تم کو یہ چیز مانع ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں بڑی بڑی زبردست سلطنتیں ہیں۔

دشمنوں کے پاس بے شمار فوجیں ہیں۔ اور وہ ہر طرح کے ہتھیاروں سے مسلح ہیں۔

عدی وہ وقت آنے والا ہے کہ جب مسلمانوں کی سلطنت اتنی وسیع ہو جائے گی۔ اور ایسا زبردست انتظام ہو گا۔ کہ ایک عورت تن تنہا قادسیہ (قادسیہ کوفہ سے ۱۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

سنہ ۱۴ھ میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں فتح ہوا تھا بڑی خونریز جنگ ہوئی تھی۔ برابر چار روز تک معرکے ہوتے رہے۔) سے چلے گی۔ اور خوفناک جنگلوں سے ہوتی ہوئی مدینہ میں داخل ہو جائے گی۔ اور اس کا راستہ میں ایک بال بھی بیکا نہ ہو گا۔ عدی تم کو شائد یہ چیز مانع ہے کہ سردست مسلمانوں کی سلطنت بہت تھوڑی ہے۔ عدی خدا کی قسم ایک وقت وہ آنے والا ہے کہ اسلامی فوجیں کسریٰ جیسی عظیم سلطنت کو پاش پاش کر ڈالے گی۔

عدی کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اپنی زبان سے کلمۂ شہادت پڑھو۔ عدی! خدا بہت بڑا ہے۔ کیا خدا سے بھی بڑھ کر کوئی چیز ہے۔ حضرت عدیؓ کہتے ہیں کہ یہ تقریر سن کر میں اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ اور رسول کریم کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اٹھا۔ حضرت عدی فرماتے ہیں۔ میری آنکھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو پیشگوئیوں کو پورے ہوتے دیکھ لیا ہے۔ میرے سامنے کسریٰ کی زبردست سلطنت پاش پاش ہو گئی۔ اور آنکھوں کے سامنے قادسیہ سے ایک عورت تن تنہا خوفناک جنگلوں کو طے کرتی ہوئی صحیح وسالم مدینہ پہنچ گئی

باقی صفحہ ۹ پر

# فقیہ امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مولانا مفتی غلام مرتضیٰ شاہ کوٹ

عبداللہ بن مسعودؓ قدیم الاسلام تھے۔ اسد الغابہ ج۳ ص۲۴ میں عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں اسلام میں چھٹا شخص تھا۔ اس وقت روئے زمین پر ہم چھ آدمیوں کے سوا کوئی مسلمان نہ تھا۔ اور اپنے اسلام کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع ابوبکر صدیقؓ کے میرے پاس سے گذرے آپ نے مجھ سے دریافت کیا تمہارے پاس دودھ ہے۔ میں نے کہا میں تو امین ہوں۔ آپ نے فرمایا بے دودھ کی بکری لے آ۔ میں نے ایک بکری بے دودھ کی پیش کی۔ آپ نے اس کے پیر باندھ دیئے۔ اور اس کے تھنوں پہ ہاتھ پھیرنا شروع کیا۔ اور دعا فرمائی۔ یہاں تک کہ اس بکری کے دودھ اتر آیا پس ابوبکر صدیقؓ ایک برتن لائے۔ آپ نے دودھ دوہا۔ پہلے ابوبکر کو اور پھر مجھے دودھ پلایا۔ جب ہم سیر ہو گئے تو آخر میں آپ نے پیا۔ بعدازاں تھن کیطرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اقلص:۔ یعنی اے دودھ تو اس تھن سے منقطع ہو جا۔ یہ فرماتے ہی بکری پھر ویسے ہی ہو گئی۔ یہ معجزہ دیکھ کر میں مسلمان ہو گیا۔ اور آپ سے عرض کیا۔

علمنی یا رسول اللہ

اے اللہ تعالیٰ کے رسول مجھے تعلیم دیجئے۔ آپ نے اپنا دست مبارک سر پہ پھیرا۔ اور فرمایا۔

بارک اللہ فیک فانک غلام معلم

یعنی اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت دے۔ تو تو خدا کا تعلیم کردہ نوجوان ہے۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے براہ راست ستر سورتیں یاد کیں۔ اس فضیلت میں میرا کوئی شریک نہیں۔ اور سب سے پہلے میں وہ شخص ہوں۔ جس نے علی الاعلان سرداران قریش کے سامنے مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر سورۃ رحمٰن تلاوت کی۔ اس کی صورت روح المعانی ص۱۸۶ [illegible] میں بیان کی گئی ہے۔ کہ جب سورت رحمٰن نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے مجمع میں فرمایا کون آدمی ہے جو مشرکین کے سامنے علی الاعلان سورت رحمٰن تلاوت کرے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا میں تلاوت کروں گا۔ آپ نے فرمایا نہیں مجھے تمہارے حق میں اندیشہ ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ایسا آدمی ہو جس کا قبیلہ زیادہ ہو اگر کافر اس کو مارنا بھی چاہیں تو قبیلے کے لوگ اس کو بچالیں گے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا آپ اس کی فکر نہ کریں۔ مجھے اللہ تعالیٰ بچا ہی لے گا۔ بہرحال آپ نے اجازت دے دی۔ دوسرے دن چاشت کے وقت مشرکین مکہ کے سامنے عروس القرآن (سورت رحمٰن کا نام) کی تلاوت شروع فرمائی۔ کافروں نے جب سنا تو غور کرنے لگے۔ اور کہنے لگے ابن ام عبد کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر بعض لوگوں نے کہا۔ یہ تو وہ قرآن پڑھ رہے ہیں۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ پس یہ سنتے ہی سب ابوجہل اینڈ کمپنی نے آپ پر حملہ کر دیا۔ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے منہ پر طمانچے مارنے لگے۔ وہ طمانچے مار رہے تھے۔ اور یہ برابر سورت رحمٰن کو تلاوت کرتے جاتے تھے۔

بقول اقبالؒ:۔ آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

یعنی جیسے جیسے مار میں اضافہ ہو رہا تھا۔ عبداللہ بن مسعود کی تلاوت میں نکھار آ رہا تھا۔ حتیٰ کہ سورت رحمٰن کو مار کی شدت میں پورا فرمایا۔ ابوجہل کے طمانچے کی وجہ سے آپ کا کان پھٹ گیا۔ اور چہرہ انور زخمی ہو گیا۔ اسی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے۔ آپ ابھی غمگین ہی تھے۔ کہ جبریل امین خوشی کی حالت میں تشریف لائے۔ آپ نے سوال کیا اے جبریل امین خوشی کا کیا سبب ہے تو جبریل امین نے جواب دیا آپ کو بدر والے دن معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ بدر کی لڑائی ۲ھ میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی۔ کافروں کے ستر آدمیوں کو جہنم رسید کیا۔ اور ستر آدمیوں کو قیدی بنایا۔ ستر مقتولوں میں سے ایک ابوجہل بھی تھا جس کو عفراء کے دو بیٹوں معوذ و معاذ نے جہنم رسید کیا۔

بقول شاعر:

قسم کھائی ہے ماریں گے یا مر جائیں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

بہرحال دونوں طرف سے اس کو مار آئے تھے۔ لیکن وہ ابھی مرا نہیں تھا۔ لڑائی کے بعد آپ نے عبداللہ بن مسعودؓ کو بھیجا اور فرمایا ابوجہل کی لاش کو مقتولوں میں تلاش کر کے لاؤ۔ عبداللہ بن مسعودؓ آپ کا حکم سن کر تشریف لے گئے۔ اور جا کر نعشوں کو تلاش کیا۔ تو ابوجہل ابھی مرا نہیں تھا۔ آخری سسکیاں لے رہا تھا۔ میں اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اس نے فوراً آنکھیں کھولیں۔ اور کہنے لگا اے بکریوں کے چرواہے تو سخت جگہ میں بیٹھا ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے جواب دیا۔ الاسلام یعلو ولا یعلی۔ پس میں نے اپنی تلوار سے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ فوراً لعین کہنے لگا میری تلوار سے میرا سر کاٹنا۔ بہرحال میں نے اس کا سر اس کی تلوار سے کاٹا۔ ابوجہل کا سر اتنا وزنی تھا کہ میں اس کو ہاتھوں میں نہ اٹھا سکا۔ پس میں نے اس کا ناک اور کان پھاڑا۔ اور اس میں رسی ڈالی۔ اور کھینچ کر نبی کریم کی خدمت میں لے گیا۔ پس جبریل امین خوشی کی حالت میں پھر تشریف لائے۔ اور فرمایا کان کے بدلے کان اور سر کے بدلے سر زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تبسم فرمایا۔ اور عبداللہ بن مسعود کو سورۃ رحمٰن کی تلاوت والا واقعہ یاد دلا کر مبارک باد دی۔ اور عبداللہ بن مسعودؓ کی عظمت کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ فاروق اعظم نے ان کو کوفہ کا قاضی مقرر فرمایا۔ اور خلافت عثمانیہ کے ابتدائی دور میں مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ اور پھر مدینہ منورہ میں رہ کر بیمار ہوئے حضرت عثمانؓ تیمارداری کے لئے تشریف لائے۔ ابن کثیر ص۲۸۱ ج۷ میں لکھتے ہیں۔ کہ جس بیماری میں عبداللہ بن مسعود کی وفات ہوئی اس بیماری کی حالت میں حضرت عثمانؓ تیمارداری کے لئے تشریف لائے اور فرمایا ما تشتکی یعنی آپ کس چیز کی شکایت کرتے ہیں

تو فوراً فرمایا ذنوبی :۔ یعنی گناہ بہت زیادہ کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں۔ حضرت عثمان نے فرمایا فما تشتکی :۔ یعنی آپ کیا چاہتے ہیں۔ فرمایا رحمت ربی :۔ خدا کریم کی رحمت حضرت عثمانؓ نے فرمایا کیا میں طبیب کو نہ بلاؤں تو فرمایا حکیم ہی نے بیمار کیا ہے۔ حضرت عثمان نے فرمایا کیا تمہیں مال کا عطیہ نہ دوں۔ فرمایا مجھے ضرورت نہیں۔ کیونکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نے مجھے مستغنی کر دیا۔

بقول اقبال ؒ

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

ڈھونڈ اس چیز کو تہذیب حاضر کی تجلی میں
کہ پایا میں نے استغنا میں معراج مسلمانی

امارت کیا شکوہ خسروی بھی ہو تو کیا حاصل
نہ زور حیدری تجھ میں نہ استغنائے سلمانیؓ

حضرت عثمانؓ نے فرمایا میرا مقصد آپؓ کو مال دینا نہیں۔ بلکہ آپؓ کی بیٹیوں کے لئے عطیہ ہو گا۔ تو عبد بن مسعودؓ نے فرمایا کیا آپؓ کو میری بیٹیوں پر فقر و فاقہ و غربت کا خوف ہے لیکن مجھے اپنی بیٹیوں پر فقر و فاقہ کا قطعاً ڈر نہیں۔ کیوں کہ میں نے اپنی تمام بیٹیوں کو حکم دے رکھا ہے کہ مغرب کے بعد سورت واقعہ پڑھا کریں۔ کیوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جو شخص سورت واقعہ بعد نماز مغرب پڑھنے کا معمول بنالے وہ فاقہ سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ بہر حال خلافت عثمانیہ میں آپ کا وصال ہوا حضرت عثمانؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور آپؓ کو آپؓ کی وصیت کے مطابق جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔ حضرت ابو درداؓ نے آپ کی وفات کا سنا تو فرمایا افسوس انہوں نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور خلفاء اربعہؓ کے بعد ان سے زیادہ کوئی فقیہ امت نہیں تھا۔ کیوں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا میانہ روی، اور راست روی میں میرے مشابہ امام عبد اللہ بن مسعود ہیں۔ ان کے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑو یعنی دینی احکام و مسائل میں جو بات کہیں اور تلقین کریں۔ اسی قول کو تم معمول بنا لو۔ اسی حکم کی وجہ سے امام اعظم سراج الامۃ نعمان بن ثابتؒ نے استنباط و مسائل میں خلفاء اربعہ کے قول کے بعد انہی کے قول پر اعتماد فرمایا۔

# کسی کا مذاق نہ اڑایئے

تحریر ـــــ مولانا محمد امین مبارک پوری

سورۃ حجرات میں ارشاد ربانی ہے

یا ایھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم الخ

اس آیت سے پہلے مسلمانوں میں نزاع و اختلاف کو روکنے کی تدبیر بتلائی گئی تھی اور وہ یہ کہ جب دو مسلمان آپس میں ٹکرا جائیں تو انہیں یونہی ان کے حال پر نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ اصلاح ذات البین کی پوری پوری کوشش کی جائے اور ایسی کوشش کرتے وقت خدا سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ کسی کی بے جا طرفداری یا انتقامی جذبہ کی آمیزش نہ ہو جائے

اس آیت میں اشخاص و افراد کے باہمی حقوق و آداب و معاشرت کا ذکر ہے۔ جس میں تین چیزوں کی ممانعت فرمائی گئی ہے اول کسی مسلمان کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کرنا دوسرے کسی پر طعنہ زنی کرنا، تیسرے کسی کو ایسے لقب سے ذکر کرنا جس سے اس کی توہین ہوتی ہو یا وہ برا مانتا ہو۔ اگر اتفاقاً آپس میں اختلاف رونما ہو جائے تو پر زور اور موثر طریقے اس کو مٹایا جائے۔ لیکن جب تک نزاع کا خاتمہ نہ ہو جائے کوشش کرتے رہنا چاہیئے کہ کم از کم جذبات منافرت و مخالفت زیادہ تیز اور مشتعل نہ ہونے پائیں۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ جہاں دو شخصوں یا دو جماعتوں میں اختلاف پیدا ہو۔ ہر ایک دوسرے کا تمسخر یا مذاق اڑانے لگتا ہے۔ ذرا سی بات ہاتھ کو لگ گئی اور ہنسی مذاق اڑانا شروع کر دیا، اس کو یہ نہیں معلوم کہ شاید وہ جس کا مذاق اڑا رہا ہے اللہ کے نزدیک وہ اس سے بہتر ہو، بلکہ بسا اوقات یہ خود بھی اختلاف سے پہلے اس کو بہتر اور اچھا سمجھتا رہا ہے مگر ضد و نفسانیت میں دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ اس طرز عمل سے نفرت و عداوت کی خلیج دن بدن وسیع تر ہوتی جاتی ہے اور قلوب میں اس قدر بُعد ہو جاتا ہے کہ صلح و اتفاق کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ آیت ہذا میں اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی باتوں سے منع فرمایا ہے۔ یعنی ایک جماعت دوسری جماعت کے ساتھ تمسخر کرے نہ آواز کسے نہ کھوج لگا کر عیب نکالے جائیں نہ برے ناموں اور برے القابوں سے فریق مقابل کو یاد کیا جائے کیونکہ ان باتوں سے نفرت و عداوت میں ترقی ہوتی ہے اور فتنہ و فساد کی آگ زیادہ تیز ہو کے پھیلتی ہے۔ واللہ اکبر کیسی بیش بہا ہدایات ہیں اگر آج مسلمان سمجھیں تو ان کے سب سے بڑے مرض کا مکمل علاج انہی آیات میں مذکور ہے۔

ان منہیات میں سب سے پہلا جز تمسخر ہے اور استہزاء ہے۔

قرطبی نے فرمایا کہ کسی آدمی کی تحقیر و توہین کے لئے اس کے کسی عیب کو اس طرح ذکر کرنا جس سے لوگ ہنسنے لگیں اس کو سخریہ تمسخر یا استہزاء کہا جاتا ہے اور یہ جس طرح زبان سے ہوتا ہے اس طرح ہاتھ پاؤں وغیرہ سے نقل اتارنے یا اشارہ کرنے سے ہوتا ہے اور اس طرح بھی کہ اس کا کلام سن کر بطور تحقیر ہنسی اڑائی جائے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ سخریہ و تمسخر کسی شخص کے سامنے اس کا کلام سن کر

اس طرح ذکر کرنا ہے کہ اس سے لوگ ہنس پڑیں اور یہ سب چیزیں بنص قرآنی حرام ہیں۔

سخریہ کی ممانعت اور اس سے روکنے کا حکم قرآن حکیم نے اتنا اہتمام کے ساتھ بیان فرمایا کہ اس میں انسان کی دونوں صنفوں یعنی مردوں کو الگ مخاطب فرمایا اور عورتوں کو الگ مردوں کو لفظ قوم سے تعبیر کیا کیونکہ لفظ قوم مردوں کے لئے ہی وضع کیا گیا ہے اگرچہ مجازاً اور توسعاً عورتوں کو بھی شامل ہو جاتا ہے اور قرآن کریم نے عموماً لفظ قوم خاص مردوں کے لئے ہی استعمال کیا ہے اور اس کی مثالیں قرآن کریم میں بے شمار ہیں۔ مثلاً

فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین ط

لیکن یہاں لفظ قوم خاص مردوں کے لئے ہی استعمال کیا گیا ہے اس کے بالمقابل عورتوں کا ذکر لفظ نساء سے فرمایا گیا ہے

اور دو عورتوں کے لئے یہ ہدایت فرمائی گئی ہے کہ مرد کسی مرد کے ساتھ استہزاء و تمسخر کرتا ہے اس کو کیا خبر ہے کہ وہ شاید اللہ کے نزدیک اس استہزاء کرنے والے سے بہتر ہو جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لا تزکوا انفسکم بل اللہ یزکی من یشاء الخ

اسی طرح جو عورت دوسری عورت کے ساتھ استہزاء و تمسخر کا معاملہ کر رہی ہے اس کو کیا خبر کہ شاید وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بہتر ہو۔ ان آیات میں مردوں کا مردوں کے ساتھ اور عورتوں کا عورتوں کے ساتھ استہزاء کرنے کی ممانعت مذکور ہے حالانکہ مرد کسی عورت کے ساتھ یا عورت کسی مرد کے ساتھ تمسخر کرے تو یہ بھی ممانعت مذکور ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنے سے اشارہ اس طرف ہے کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط شرعاً ممنوع و مذموم ہے جب اختلاط ہی نہیں تو تمسخر و استہزاء کا تحقق ہی نہیں ہو گا حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے بدن یا صورت یا قد و قامت وغیرہ میں کوئی عیب نظر آئے تو کسی کو اس کے ہنسنے یا مذاق کرنے کی جرات نہ کرنا چاہیے کیونکہ اسے معلوم نہیں شاید وہ اپنے صدق و اخلاص اور اعمال صالحہ کے سبب اللہ کے نزدیک اس سے بہتر اور افضل ہے اس آیت کو سن کر سلف صالحین کا حال یہ ہو گیا تھا کہ عمرو بن شرحبیل نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو بکری کے تھنوں کو منہ لگا کر دودھ پیتے دیکھوں اور اس پر مجھے ہنسی آ جائے تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں بھی ایسا نہ ہو جاؤں حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں اگر کسی کتے کے ساتھ بھی استہزاء کروں تو مجھے ڈر ہوتا ہے کہ میں خود کتا نہ بنا دیا جاؤں۔ (قرطبی)

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی صورتوں اور ان کے مال و دولت پر نظر نہیں فرماتا بلکہ ان کے قلوب و اعمال کو دیکھتا ہے۔ قرطبی نے فرمایا کہ اس حدیث سے ایک ضابطہ اور اصل یہ معلوم ہوا کہ کسی شخص کے معاملہ میں اس کے ظاہری حال کو دیکھ کر قطعی حکم لگا دینا درست نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس شخص کے ظاہری افعال و اعمال کو ہم بہت اچھا سمجھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ جو اس کے باطنی حالات اور قلبی کیفیات سے باخبر ہے وہ اس کے نزدیک مذموم و مبغوض ہو اور جس شخص کے ظاہری حال و اعمال برے ہیں، ہو سکتا ہے کہ اس کے باطنی حالات اور قلبی کیفیات اس کے اعمال بد کا کفارہ بن جائیں اس لئے جس شخص کو بری حالت اور برے اعمال میں مبتلا دیکھو تو اس کی اس حالت کو تو برا سمجھو مگر اس شخص کو حقیر یا ذلیل سمجھنے کی اجازت نہیں۔

دوسری وہ چیز ہے جس کی ممانعت اس آیت میں کی گئی ہے وہ لمز ہے لمز کے معنی کسی میں عیب نکالنا یا عیب ظاہر کرنا یا عیب پر طعنہ زنی کرنا ہے، آیت میں ارشاد فرمایا ہے۔ لا تلمزوا انفسکم جس کے معنی یہ ہیں کہ تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو، دونوں جگہ اپنے آپ کو قتل کرنے اپنے اعیب نکالنے سے مراد یہ ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کرو ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو اور اس عنوان سے یہ حکمت یہ بتلانا ہے کہ کسی دوسرے کو قتل کرنا ایک حیثیت سے اپنے آپ کو ہی قتل کرنا ہے کیونکہ اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کو قتل کرتا ہے کیونکہ اکثر تو دوسرے کے حامی اس کو قتل کر دیتے ہیں اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو اصل بات یہ ہے کہ مسلمان بھائی بھائی ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

انما المؤمنون اخوة

تو اپنے بھائیوں کو قتل کرنا گویا اپنے آپ کو قتل کرنا ہے اور بے دست و پا بنانا ہے۔ یہی معنی اس آیت

لا تلمزوا انفسکم

میں ہے کہ تم جو دوسروں کے عیب نکالو گے اور طعنہ دو گے تو یاد رکھو عیب سے تو کوئی انسان خالی نہیں ہوتا تم اس کے عیب نکالو گے تو وہ تمہارے عیب نکالے گا جیسے کہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ

وفیک عیوب وللناس اعین

یعنی تم میں بھی کچھ عیوب ہیں اور لوگوں کی آنکھیں ہیں جو انہیں دیکھتی ہیں تم کسی کے عیب نکالو گے طعنہ زنی کرو گے تو وہ تم پر بھی تمہارے ساتھ یہی عمل کرے گا۔ اور بالفرض اگر اس نے صبر بھی کیا تو بات وہ یہ ہے کہ اپنے ایک بھائی کی بدنامی و ذلیل پر خود کریں تو آپ ہی تحقیر و تذلیل ہے اور قرآن مجید میں ایسی حرکت کرنے والے کے بارے میں بڑی خرابی کا اعلان کیا گیا ہے چنانچہ سورہ ہمزہ میں فرمایا گیا

ویل لکل همزة لمزة الخ

علماء نے فرمایا ہے کہ انسان کی سعادت اور خوش نصیبی اس میں ہے کہ اپنے عیوب پر نظر رکھے ان کی اصلاح کی فکر میں ہمیشہ لگا رہے اور جو ایسا کرے گا اس کو دوسروں کے عیب نکالنے اور بیان کرنے کی فرصت ہی نہ ملے گی۔

تیسری چیز کہ جس سے آیت میں ممانعت کی گئی ہے وہ کسی دوسرے کو برے لقب سے پکارنا جس سے وہ ناراض ہوتا ہے جیسے کسی کو اندھا، لنگڑا، لولا یا کانا کہہ کر پکارنا یا اس لفظ سے اس کا ذکر کرنا اسی طرح وہ نام جو کسی کی تحقیر کے لئے استعمال کیا جاتا ہو اس نام سے اس کو پکارنا حضرت ابو جبیرہ انصاری نے فرمایا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ہم میں اکثر آدمی ایسے تھے جن کے دو یا تین نام مشہور تھے اور ان میں سے بعض نام ایسے تھے جو لوگوں نے اس کو عار دلانے اور تحقیر و توہین کے لئے مشہور کر دیئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم نہ تھا بعض اوقات وہی برا نام لے کر آپ اس کو مخاطب فرماتے تو صحابہ نے عرض فرمایا کہ یا رسول اللہ وہ اس نام سے ناراض ہوتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ آیت میں بالالقاب سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے کوئی گناہ یا برا عمل کیا ہو اور پھر اس سے تائب ہو گیا اس کے بعد اس کو اس برے عمل کے نام سے پکارنا مثلاً چور یا زانی یا شرابی وغیرہ جس نے چوری زنا شراب سے توبہ کر لی ہو اس کو اس کے پچھلے عمل سے عار دلانا اور تحقیر کرنا حرام ہے

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کو ایسے گناہ پر عار دلائے جس سے اس نے توبہ کر لی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا ذمہ لیا ہے کہ اس کو اس گناہ میں مبتلا کر کے دنیا و آخرت میں رسوا کرے گا۔ (قرطبی)

## بعض القاب کا استثناء

بعض لوگ ایسے نام سے مشہور ہو جاتے ہیں جو فی نفسہ برے ہوتے ہیں مگر بغیر اس لفظ کے پہچانے ہی نہیں جاتے تو اس کو اس نام سے ذکر کرنے کی اجازت ہے علماء کا

باقی صفحہ ۲۷ پر

# انتخاب خطبات امیر شریعت

## سید عطاء اللہ شاہ بخاری رح

المرسل
ابوبکر صدیق شجاع آبادی

انتخاب از خطبات امیر شریعت رح

## اعتماد کی بات

مسلمانو! آج میں کھل کر ایک بات کہتا ہوں بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ اللہ کی ربوبیت اُس وقت تک قائم ہے جب تک محمدؐ کی نبوت قائم ہے۔ کیونکہ محمدؐ کی نبوت ہی اصل میں اللہ کی ربوبیت کی مظہر ہے۔ ہم میں سے کسی نے خدا کو دیکھا ہے ہم کیسے یقین کریں ایسی بھی کوئی ہستی ہے جسے خدا کہتے ہیں ہاں ہم نے محمدؐ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا ہے جنہوں نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ خدا بھی ہے ہمیں تو اعتماد ہے اس بلند شخصیت پر بھائی! اعتماد کی تو ساری بات ہے اگر اعتماد نہ رہا تو سارا کھیل ہی چوپٹ ہے۔

## صداقت کی کڑیاں

ختم نبوت کے مسئلہ پر اگر عقیدہ مستحکم نہیں تو نہ توحید پر عقیدہ ہے نہ رسالت پر نہ خدا پر رہتا ہے۔ ہاں ہاں، اللہ میاں نے خود فرمایا کہ آپ آخری نبی ہیں۔ جب خاتم النبیین نہ رہا تو آخری نبی نہیں رہیں گے خاتم بدلنے خدا کا کلام جھوٹا ہو جائے گا۔ اور جب کلام باطل ہو جائے تو متکلم کی صداقت کیسے رہ سکتی ہے؟ پہلے آسمانی کتابوں نے حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق جو خوشخبریاں دی ہیں وہ کیسے درست رہ سکیں گی؟ تمام انبیاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے آخری نبی ہیں اگر ایسا نہ ہو تو تمام انبیاء کا اتفاق کہاں گیا اللہ تعالیٰ کا فرمان، ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۰ (الاحزاب)

اور کہاں نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمان انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (حدیث)

## صدا الصحرا

لگاتار چالیس برس لوگوں کو قرآن سنایا، پہاڑوں کو سناتا تو عجب نہ تھا کہ ان کی سنگینی کے دل چھوٹ جاتے غاروں سے ہم کلام ہوتا تو جھوم جاتے چٹانوں کو جھنجھوڑتا تو چلنے لگتیں سمندروں سے مخاطب ہوتا تو ہمیشہ کے لئے طوفان بکنار ہو جاتے درختوں سے کہتا تو دوڑنے لگتے۔ کنکریوں سے گویا ہوتا تو لبیک کہہ اُٹھتیں، صرصر سے کہتا تو صبا ہو جاتی دھرتی کو کہتا تو اس کے سینہ میں بڑے بڑے شگاف پڑ جاتے۔ جنگل لہرانے لگتے۔ صحرا سرسبز ہو جاتے میں نے ان لوگوں میں معرفات کا بیج بویا ہے جن کی زمینیں بنجر ہو چکی ہیں۔ جن کے ضمیر عاجز آچکے ہیں۔ جن کے یہاں دل و دماغ کا قحط ہے جن کی پستیاں انتہائی خطرناک ہیں۔ جو برف کی طرح ٹھنڈے ہیں جن میں طبعزاد المناک اور گرنا طربناک ہے اور جو طاقت کی پوجا کرتے ہیں جن کے سب سے بڑے معبود کا نام طاقت ہے۔ یہاں امراء دوزخ کے کتے اور سیاستدان کھشی تھے ہیں (الاماشاء اللہ) ان کے ساتھ نٹ اور ان کے پیچھے لاشیں چلتی ہیں ان کی واحد خوبی یہ ہے کہ ہر نیکی اور برائی کی زبان میں بھجوڑ لیتے ہیں

## مذہب کا بہروپ

"یہ معاملہ نیا نہیں پرانا ہے یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ مرزائیت کوئی مذہبی گروہ نہیں یہ ایک سیاسی فرقہ ہے جسے انگریز نے اپنی سیاسی مصلحتوں کو پروان چڑھانے کے لئے تخلیق کیا اور اب پس پردہ وہ ڈوری ہلا رہا ہے یہ سب کچھ وہی کر رہا ہے یہ اسی کا خود کاشتہ پودا ہے اور اس بات کو خود مرزا غلام احمد قادیانی بانی قادیانیت نے تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۱۹ پر تسلیم کیا ہے۔ اور لیفٹیننٹ گورنر سے درخواست کی ہے کہ اس تحریک کے بارے میں نہایت حزم و احتیاط سے کام لیا جائے۔

اس حقیقت کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس فرقہ کو جنم محض اس لئے دیا گیا کہ مسلمانوں کے دل و جگر سے وہ جذبہ حریت ختم کر دیا جائے جو اسلام نے ان کے اندر پیدا کیا ہے (اور جو انگریز کی ہوس ملک گیری کے لئے سم قاتل ہے) جس کا اولین مظاہرہ ۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی کی صورت میں گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلام کے سب سے اہم بلکہ باعث دوام کر لقا و مسئلہ جہاد کو حرام قرار دیا۔

## دو ٹوک فیصلہ

مرزائیو! مسلمانوں میں کفر و ارتداد پھیلانے سے باز آجاؤ اور خفیہ طریق سے ان بھولے بھالے مسلمانوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ نہ ڈالو۔ انہیں ان کے دین حق سے گمراہ نہ کرو اگر تم کسی صورت میں بھی (اپنی تبلیغ سے) باز نہیں آسکتے تو کھل کر سامنے آجاؤ ایک دن بیٹھ کر فیصلہ کر لیں، دوٹوک۔

میں نے پچھلے دنوں بہاولپور میں کہا تھا کہ بہاولپور اسٹیٹ میں ایک فیصلہ کن اجتماع منعقد کیا جائے اس میں تمام مرزائیوں اور مسلمانوں کو شرکت کی عام دعوت دی جائے ہز ہائی نس نواب آف بہاولپور اس اجتماع کی صدارت کریں۔ مرزائیوں کی طرف سے مرزا محمود اور مسلمانوں کی طرف سے میں پیش ہوتا۔ مرزا محمود اور میں برسر عام تبادلہ خیالات کریں۔ حق واضح ہو جائے گا!

هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين

(دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو)

## تکمیل نبوت

آیت خاتم النبیین (الاحزاب) میں خاتم کے معنی

قادیانی حضرات کے نزدیک مہر کے ہیں۔ تو ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا گورنمنٹ کے مقرر کردہ محکمہ کی طرف سے جس مکان کے دروازہ پر سیل (مہر) لگا دی جاتی ہے تو عوام کا کوئی فرد اسے توڑنے کا مجاز نہیں ہوتا۔ اسی طرح محکمہ ڈاک کے جس تھیلے پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ تو اسے بھی راستہ میں کوئی نہیں کھولتا۔ تاوقتیکہ منزل مقصود پر افسر مجاز تک نہ پہنچ جائے تو محمد رسول اللہ پیا نبوت کے خاتم کی مہر ثبت ہو گئی ہے۔ اسے کھولنے کی تا قیامت تک کسی بشر کو اجازت نہیں اور اگر کوئی سے کھولنے کی چوری کرے گا وہ پکڑا جائے گا۔

## لانفی جنس

حدیث لانبی بعدی میں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا مگر قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ لانبی جنس ہر طرح کے نبیوں کو خاتم نہیں کرتا تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا ذبہ کی گنجائش نکل آئے۔

اگر لانفی جنس ہر قسم کے نبیوں کا خاتمہ (تکمیل) نہیں کرتا تو پھر کلمہ طیبہ میں لا الٰہ کا "لا" بھی سارے معبودوں کی نفی نہیں کر سکتا اور وہاں بھی کچھ چھوٹے موٹے معبود رہ جائیں گے (العیاذ باللہ) پہلے "لا" میں نبوت کاذبہ کی گنجائش نکال لائے تو دوسرے "لا" میں بھی گنجائش نکال کر کسی اور کو خدا بھی بنا لو۔! نعوذ باللہ من ذالک۔

# ہمارا نصاب تعلیم

## دین و مذہب سے بے تعلقی کا ایک سبب

تحریر: افتخار احمد

آج کے موجودہ دور میں جس طرح اور بہت سے فتنے کھڑے ہوئے ہیں یا مسائل پیدا ہو رہے ہیں ان میں سب سے بڑا مسئلہ دین سے لاتعلقی ہے۔

جس کی بہت سی وجوہات ہیں جوں جوں وقت گذرتا جا رہا ہے لوگ ضرورت سے زیادہ ایڈوانس ہو رہے ہیں اس شوق میں جہاں وہ دوسرے معاشرتی قواعد کو پس پشت ڈال دیتے ہیں وہ اپنے مذہب کو نہ صرف بھول جاتے ہیں بلکہ اپنی مذہبی روایات پر تنقید کرتے ہیں اگر رہنمائی حاصل کرتے ہیں تو قرآن پاک کی بجائے امریکہ یا فرانس کا دامن تھام لیتے ہیں۔

اس کی بڑی وجہ موجودہ طریقہ تعلیم اور کسی حد تک موجودہ تعلیم ہے۔ کیونکہ آج کے دور میں ہمارے سکولز میں تعلیم دیتے وقت اسلامی اقدار کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے اسلامیات کا پیریڈ ہفتہ میں تین یا چار دن دیا ہوتا ہے جبکہ انگریزی کا پیریڈ ہفتہ میں روزانہ ہوتا ہے اور پھر ستم یہ کہ اردو یا اسلامیات کے علاوہ مضامین کی اکثریت انگلش ہوتی ہے جس سے طلبہ کا ذہن آہستہ آہستہ انگلش کی طرف مائل ہوتا یعنی یہاں لارڈ میکالے کی پیشن گوئی سچی ثابت ہوئی ہے کہ انگریز نے جو نظام تعلیم چھوڑا ہے اس کا مقصد ایسے لوگ تیار کرنا ہے جو رنگ و نسل سے ہندوستانی اور عقل و ذہن سے انگریز ہے اور وہ پورا ہو رہا ہے۔ کیونکہ جب ہم اسی نظام تعلیم کو اپنائے ہوئے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ یہ نظام تعلیم ہمیں عقل و ذہن سے انگریز بنائے گا۔ لازمی ہے کہ اس سے ہم اپنے مذہب سے لاتعلق ہو جائیں گے اور پھر ہم رنگ و نسل کے ہندوستانی رہ جائیں گے لہٰذا ضروری ہے کہ اس نظام تعلیم کو بدلا جائے اسلامی نظام تعلیم رائج کیا جائے تاکہ ہماری آنے والی نسل اپنے دین سے لاتعلق نہ رہے آج کے دور میں اگر کوئی کمیونسٹ، سوشلسٹ یا دہریہ بن رہا ہے تو اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارا نظام تعلیم ہمیں اپنے مذہب سے روشناس نہیں کراتا ہمیں اپنے مدارس میں اپنے مذہب کے بارے میں مکمل معلومات فراہم نہیں کی جاتیں جبکہ ہمارے مقابلہ میں اگر عیسائی ہے، یہودی ہے یا مرزائی ہے تو اسے وہ اپنے مدارس میں اپنے مذہب کے بارے میں معلومات دیتے ہیں۔ عیسائی بچہ سکول میں داخل ہوتا ہے تو استاد سب سے پہلے اسے کہتا ہے "ایک میں دو، دو میں تین، تین میں ایک" یعنی وہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا حضرت مریم کو خدا کی بیوی ثابت کرتے ہیں جبکہ ہمارے مدارس میں مذہبی تعلیم کے لئے ۱۵ منٹ کا پیریڈ اور دوسری تعلیم کے لئے ۴۰ منٹ کا پیریڈ اور اس پر ستم یہ کہ اگر کوئی آدمی مذہب کی بات کرے تو کہا جاتا ہے کہ یہ آدمی دقیانوسی اور تنگ ذہن کا مالک ہے آج کے دور میں نیوٹن کا قانون اور ڈارون کی تھیوری پڑھائی جاتی ہے اور اگر نہیں پڑھایا جاتا تو صدیق ؓ کی صداقت، فاروق ؓ کی عدالت، عثمان ؓ کی سخاوت علی ؓ کی شجاعت اور معاویہ ؓ کے تدبر اور فہم و فراست کے بارے میں نہیں پڑھایا جاتا۔

باقی صفحہ ۲۴ پر

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون

# عصمتِ انبیاء کرام علیہم السلام

شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی

آخری قسط

اور جواب قسم میں فرمایا کہ انک لمن المرسلین یعنی آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کی رسالت کی دلیل قرآن مجید ہے۔ جو خدا تعالیٰ کا قانون ہے اور دستور ہے اور آپ کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے۔

اب یہاں اس کو منطبق کیجئے کہ اس جگہ جو خدا تعالیٰ نے تارے کی قسم کھائی ہے کہ "قسم ہے تارے کی جب وہ غروب ہو جائے" یہ کس طرح دلیل بنے گی۔ مابعد کے لئے۔ سو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں کواکب اور نجوم کا ذکر فرمایا ایک جگہ فرمایا۔

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ لوگ ستاروں سے راہ پاتے ہیں۔

عرب کا طریقہ تھا کہ وہ دریا میں کشتیوں کا سفر کرتے تھے اور رات کے وقت جب راستہ نظر نہیں آتا تھا تو ستاروں کو دیکھ کر راستہ معلوم کرتے تھے اسی شمس و قمر کے متعلق حق تعالیٰ نے فرمایا کہ

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا اور سورج چلتا ہے اپنے مستقر پر۔

اس سے معلوم ہوا ہے کہ ہر ستارہ کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک مدار کو مقرر کر دیا ہے۔ جو اس کے مطابق چلتا ہے کسی ستارے کی یہ مجال نہیں کہ اپنے مدار اور محور کے سوا کسی دوسری طرف کو گردش کرے تاکہ کواکب کے لئے حرکت کیفیت اوقات وغیرہ مقرر کر دیئے ہیں۔ جن میں کسی قسم کی تبدیلی ناممکن ہے کوئی نہ اپنے دائرے سے ہٹ سکتا ہے نہ وقت سے مقدم و موخر ہو سکتا ہے۔ جب سے یہ عالم پیدا ہوا یہ نظام جاری ہے تو جس طرح ہم نے آسمان پر ایک ستارہ بنا دیا ہے اسی طرح ایک ستارہ زمین بھی اسی راستہ پر چلتا ہے۔ جو ہم نے اس کو بتا دی ہے اور اس کے لئے مقرر کر دی جیسے تم آسمان کے ستاروں کو دیکھ کر راستہ معلوم کرتے ہو اسی طرح اس نجم نبوت و ہدایت سے ہدایت و راہبری حاصل کرو۔ وہاں دنیا کا راستہ معلوم کرتے ہو اس سے آخرت کا راستہ معلوم کرو۔

اس جگہ ایک اور اشکال ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ نے صرف تارے کی قسم کیوں نہ کھائی "اذا ھوی" یعنی جب وہ غروب ہو جائے۔ یا اوپر سے نیچے گر گئے اس قید کے ساتھ کیوں مقید فرمایا یعنی اذا ھوی کے ساتھ کیوں مقید کیا۔ سو بعض مفسرین نے تو یہ فرمایا کہ اس نبی کریمؐ کے معراج اور آسمانوں پر جانے اور اترنے کا ذکر ہے اور "ھوی" کا لفظ ذو معنیین ہے اس کے معنی نیچے سے اوپر جانے کے بھی ہیں اور اوپر سے نیچے اترنے کے بھی ہیں تو نبی کریم ہدایت کے ستارے تھے۔ جب چاہا اللہ تعالیٰ ان کو اوپر لے گئے اور جب چاہا نیچے لے آئے چنانچہ آگے آتا ہے۔ کہ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ اور بے شک دیکھا ہے جبرائیل کو آپ نے دوبارہ۔

تو یہ آپ نے معراج کی شب میں نزول کے وقت دیکھا اور بعض مفسرین نے اس کی وجہ یہ لکھی کہ حضرت ابراہیمؑ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت میں اور طبیعت میں غایت درجہ میں مناسبت ہے جیسا کہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ، حضرت ابراہیم سے زیادہ قریب وہ لوگ تھے جن لوگوں نے ان کا اتباع کیا تھا اور یہ نبی ہیں۔

تو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا گیا تو ان کی قوم میں دو قسم کے اور دو عقیدے کے لوگ تھے ایک تو تھے بت پرست اور دوسرے کواکب پرست ایک گروہ تو بتوں کو اپنا معبود بنائے ہوئے تھا اور ان کی پرستش کرتا تھا۔ اور تمام تغیرات عالم کو انہی گردش کا نتیجہ سمجھتا تھا جیسا کہ آج کل بھی نجومیوں کا یہی اعتقاد ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے پہلے مشرکین کا رد فرمایا۔ پھر کواکب پرستوں کا رد فرمایا چنانچہ اپنی قوم کو سمجھانے کے لئے آپ نے ایک دفعہ کواکب اور نجوم اور چاند اور سورج کے بارے میں بطور فرض یہ کہا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

فَلَمَّا رَاٰى كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ

جب انہوں نے ستارہ کو دیکھا تو فرمایا کہ میرا رب ہے یعنی انہوں نے اپنی قوم کو ستارہ کو دکھا کر بطور فرض محال قوم کو سمجھانے کے لئے یہ کہا کہ اچھا جیسا کہ تم اس ستارہ کو ہر بات میں موثر سمجھتے ہو اور اس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہو میں فرض کئے لیتا ہوں کہ یہی میرا رب ہے مگر جب وہ ستارہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ

لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ میں غروب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اسی طرح آپ نے چاند اور سورج کے بارے میں فرمایا مطلب یہ کہ جب سورج نکلتا ہے تو اس کا رنگ اور ہوتا ہے یعنی اس میں روشنی اور چمک زیادہ ہوتی ہے اور جب غروب ہونے لگتا ہے تو اور طرح ہوتا ہے کہ اس کی روشنی مضمحل ہو جاتی ہے تو اس میں یہ تغیرات ہوں وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے۔ نیز یہ کہ ان کواکب پرستوں کا عقیدہ تھا جب ستارہ طلوع ہوتا ہے تو اس کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور جب غروب ہونے لگے تو اس کی تاثیر کمزور ہو جاتی ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتایا کہ جب تمہارے ہی عقیدہ کے مطابق اس کی تاثیر میں ضعف اور تغیر آ گیا تو تم نے اس کو کیسے رب بنا لیا۔ خدا کی قدرت اور صفت میں ضعف اور کمزوری نہیں آ سکتی۔ ایک معنے بعض اولیاء نے اس کے اور بھی لکھے ہیں۔ جو بیضاوی کے حواشی میں نظر سے گزرے اور بیضاوی بھی اس جگہ کچھ اشارے کر گئے ہیں کہ جو احتجاب کے اس کو محبوب نہیں رکھتا

اس معنی یہ سمجھ میں آئے کہ جب سورج غروب ہو گیا تو اس کے نور میں وہ پھیلاؤ نہیں رہا معلوم ہوا کہ اس میں بندشیں عائد ہیں۔ اور جس پر بندشیں عائد ہو سکیں وہ خدا نہیں ہو سکتا۔

بعض عارفین نے ایک اور توجیہ کی ہے کہ جب آفتاب غروب ہو گیا۔ تو حجاب اور پردے میں چلا گیا اور جو پردے میں چلا گیا وہ محجوب ہو گیا۔ اور جو محجوب ہو گیا وہ مقہور ہو گیا اور جو مقہور ہو گیا وہ مغلوب ہو گیا اور جو مغلوب ہو گیا وہ

خدا نہیں ہو سکتا۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ۔

تو چونکہ مکہ معظمہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی بت پرست اور کواکب پرست دونوں قسم کے لوگ تھے تو اس جگہ "ھوی" سے مراد وہی ہے جو "لا احب الافلین" میں مراد ہے کہ بتوں کی طرح یہ ستارے بھی قابل پرستش نہیں ہیں۔ اس لئے جو چیز اوپر سے نیچے گر سے وہ خدا نہیں پس لفظ "اذا ھوی" میں کواکب پرستوں کے رد کی طرف اشارہ ہے اور ایک اور بھی اشارہ ہے کہ قرآن مجید میں ایک جگہ ہے۔

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ

ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی سجاوٹ سے مزین کیا اور کواکب کو ہر شیطان مردود سے حفاظت کا ذریعہ بنایا۔

اس جگہ ستاروں کے دو کام ذکر فرمائے گئے ایک آسمان کی زینت اور دوسرے شیاطین سے حفاظت۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو امور انتظامیہ فرشتوں کے سپرد کئے جاتے ہیں تو بادلوں میں فرشتے ان کا مکالمہ اور مذاکرہ کرتے ہیں۔ تو دنیا کی طرف سے کچھ شیاطین آسمان کی طرف جا کر کان لگاتے ہیں کہ فرشتوں کی ان باتوں کو سن لیں ان کو دفع کرنے کے لئے ستاروں سے ان پر شعلے پھینکے جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ وہاں سے بھاگتے ہیں اگر اتفاقیہ کسی نے کوئی تھوڑی بہت آدھی تہائی بات سن لی تو اس میں حاشیہ آرائی کر کے کاہنوں تک پہنچاتے ہیں تو اس جگہ ستارہ کی قسم کھانے سے یہ مطلب ہوا کہ نبی پر جو وحی آ رہی ہے وہ ہر طرح سے محفوظ ہے کسی کی مجال نہیں ہے کہ اس میں کوئی خلل انداز ہو سکے۔ اب ستارے کی قسم کھانے کے تین فائدے معلوم ہوئے ایک اشارہ ہوا حالت نزول کی طرف سے۔ کیونکہ اگر ستارہ بیچ آسمان کے ہو تب اس سے راستہ معلوم نہیں ہوتا۔ جب تک وہ ادھر ادھر حرکت نہ کرے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی ہر ہر حرکات وسکنات ہدایت کا باعث ہیں۔ دوسرا یہ کہ کواکب پرستوں کا رد۔ تیسرا یہ کہ یہ معلوم ہو گیا کہ وحی الٰہی محفوظ آ رہی ہے۔ اور پہروں میں اور حفاظتوں میں اس کو بھیجا جا رہا ہے۔

فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا

پس بے شک اللہ تعالیٰ اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے محافظ دستے بھیج دیتا ہے۔

یعنی ہر طرف پہرے قائم کر دیئے ہیں یہاں تک کہ قسم کی تفصیل ہوئی آگے جواب قسم ہے۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى

تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا نہ بے راہ ہوا۔

"ضل" "ضلال" "غوی" "غوایت" میں فرق سمجھ لیجئے۔ ضلال کہتے ہیں علم میں غلطی کو یعنی اگر کسی کا علم غلط ہے تو اس کو ضال کہا جائے گا اور غوایت نیت اور عمل میں جو غلطی ہو اس کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ علم غلط ہے نہ نیت اور عمل، علم بھی اعلیٰ درجے کا صحیح اور نیت وعمل بھی صحیح آگے تیسرا لفظ ہے۔

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى

خواہش نفسانی سے کلام نہیں کرتا

اس جگہ آپ کا کلام اور نطق مراد ہے یعنی آپ کے دہن مبارک سے جو کچھ بھی نکلتا ہے اس ذرہ برابر ہوائے نفسانی کا شائبہ نہیں ہوتا۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے "عن الھوی" فرمایا ہے تین احتمال ہو سکتے ہیں۔ کہ بالھوی فرماتے ہیں یا من الھوی فرماتے اور یا جیسا کہ فرمایا ہے عن الھوی، اول کا مطلب تو یہ ہوتا کہ ہوائے نفسانی کا وجود تو ہے مگر تلفظ نہیں فرماتے اور دوسری صورت میں معنی یہ ہوتے کہ آپ کے کلام کا مبداء اور منشاء ہوائے نفس نہیں ہوتا اور موجودہ صورت میں جب کہ "عن" کا استعمال ہوا ہے۔ تو "عن" مجاوزت کے لئے آتا ہے۔ جیسے "صرفت عن یمینہ یا صرفت شمالہ" یعنی میں اس کے داہنے یا بائیں جانب سے ہو کر گزرا۔ تو اس جگہ مطلب یہ ہو گا کہ آپ کے کلام کا خواہش نفسانی کی طرف سے گذر بھی نہیں ہوا۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حق بات کہے۔ خواہ وہ کسی نفسانی خواہش سے کہے تو وہ بھی قابل قبول ہوتی ہے کیونکہ حق ہے۔ مگر آپ کی شان یہ ہے کہ کوئی حق بات بھی ایسی نہیں فرماتے جس کا نفسانی خواہش سے گزر بھی ہوا ہو کیونکہ اس جگہ مفعول بہ مقدر ہے اور وہ "بالحق" ہے اور اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کہ ہوا ہے کوئی نفسہ ایک عمدہ اور لطیف چیز ہے لیکن اگر گلاب کے پھول کے پاس سے ہو کر آئے گی تو معطر ہو گی۔ اور اگر کسی گندگی کے ڈھیر اور تعفن کی کوڑی کی طرف سے ہو کر آئے گی تو اس میں تعفن اور بدبو پیدا ہو جائے گی۔ اسی طرح حق بات کہ اپنی ذات میں عمدہ ہے۔ مگر نفسانی خواہش سے گزر کر آئے تو اس میں احتمال ہے کہ اس میں کوئی عفونیت اور کدورت مل جائے جس کا احساس اور ادراک کسی لطیف المزاج یعنی ولی و عارف ہی کو ہو سکتا ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى

وہ اللہ کی وحی ہی ہے جو نازل ہو رہی ہے۔

یعنی نبی کی زبان سے جو لفظ نکل رہا ہے یوں سمجھو کہ اللہ ہی فرما رہے ہیں۔ "وحی" کہتے ہیں۔ اللہ کے کلام کو جو نبی پر اترتے ہیں۔ یعنی دیکھنے میں تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ نبی بول رہا ہے مگر درحقیقت وہ ہمارا پیغام ہے جو نبی کی زبان سے ادا ہو رہا ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

گفتہ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اس کی مثال حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ ہے۔ جو سورہ نمل میں ذکر ہوا ہے۔ جب وہ اپنی اہلیہ کو لے کر چلے ہیں تو وہ حاملہ تھیں اور راستہ ہی میں جب کہ اندھیری رات تھی اور سردی کا موسم تھا ان کو ولادت کی تکلیف شروع ہو گئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آگ کی تلاش میں نکلے دیکھا تو آگ نظر آئی اس کی طرف روانہ ہوئے اور جب وہاں پہنچے تو آواز سنائی دی۔

اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا

آگ کے اندر جو ذات ہے وہ بابرکت ہے اور اس کے گرد اگرد جو ہیں وہ بھی بابرکت ہیں یعنی فرشتے۔

وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے آواز آتی سنی تو اس کی آواز کی شان یہ تھی کہ ہر طرف سے سنائی دے رہی تھی اور بولنے

والا کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ بولنے والا کون ہے۔

کہ میں اس کی آواز آگے سے بھی سن رہا ہوں پیچھے سے بھی سن رہا ہوں۔ اور دائیں اور بائیں اور اوپر سے ہر طرف سے سن رہا ہوں جواب آیا۔

إِنِّي أَنَا اللّٰهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

میں اللہ ہوں جو زبردست اور حکیم ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ کوئی درخت تھوڑا ہی بول رہا تھا بلکہ در پردہ حق تعالیٰ کلام فرما رہے تھے۔ جیسے ٹیلی فون نہیں بولتا بلکہ بولنے والا کوئی اور ہوتا ہے۔ جو ٹیلی فون لئے کھڑا ہے۔ اسی طرح جو نبی ہے وہ خدا کا ٹیلی فون ہے اس کے منہ سے جو بات نکل رہی ہے وہ خدا ہی کی بات ہے تم ہمارے احکام کی تعمیل کرو۔ نبی کے حلقوم کی طرف نہ دیکھو کیونکہ کہنے والا نبی نہیں ہے۔ بلکہ ہم ہیں۔

غزوہ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں کھڑے تھے۔ سامنے مشرکین کا لشکر ہے آپ نے ایک مٹھی بھر کنکریاں ان کی طرف پھینک دیں۔ جو تمام لشکر کی آنکھوں میں جا گریں اور سب اپنی آنکھیں ملنے لگے اسی کو فرمایا

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

جب آپ نے کنکریاں پھینکیں تو آپ نے نہیں پھینکیں بلکہ اللہ ہی نے پھینکیں۔

اور بعض نے اس کے معنی کئے کہ آپ نے تیر نہیں چلایا۔ بلکہ اللہ نے تیر چلایا۔ شیخ محی الدین بن عربی نے یہی معنی اختیار کئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب تیر چلتا ہے تو دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ تیر کمان سے نکل کر آ رہا ہے حالانکہ تیر چلانے والا در اصل وہ ہے جو کمان کے پیچھے کھڑا ہے اور پوشیدہ ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جو بات نکل رہی ہے وہ در اصل خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے دیکھنے والا سمجھ رہا ہے کہ آپ فرما رہے ہیں۔ مگر کہنے والا حقیقت میں کوئی اور ہے اور وہ خداوند ذوالجلال ہے۔

اس جگہ تیر چلانے پر ایک فائدہ آخرت کی یاد دہانی کے لئے یاد آیا وہ یہ کہ موسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ وعظ فرما رہے تھے۔ اور آپ نے فرمایا کہ یہ آسمان تو کمان ہے اور حوادث تیر ہیں اور تیر چلانے والا خدا ہے کسی نے سوال کیا کہ اے کلیم اللہ اگر یہ صورت ہے تو اس سے بچنے کی کیا صورت ہے آپ نے فرمایا کہ بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ کمان جس کے ہاتھ میں ہے اس کے برابر جا کر کھڑا ہو جائے یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت قبول کر کے اس کی رحمت و عنایت میں اپنے کو داخل کر دے تو وہ آسمان سے بھی بلند ہو جائے گا۔ غرض مطلب یہ ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ نبی بول رہا ہے بلکہ ہم بول رہے ہیں۔ اب اس کے آگے جبرئیل کا اور ان کی صفات مذکور ہیں۔ کہ جن کے واسطے سے وحی نازل ہوتی ہے۔ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوٰى

اس کو ایک زبردست اور طاقت والے فرشتے نے سکھایا ہے۔

اس جگہ اشکال یہ ہے کہ اس کا ماقبل سے کیا ربط ہے؟ ملا مخدوم مہاتم نامی ایک عالم ہندوستان میں گزرے ہیں جن کے متعلق لکھا ہے کہ ان کو علم لدنی حاصل تھا اور وہ حضرت خضر کے شاگرد تھے انہوں نے ایک مختصر تفسیر بھی لکھی ہے انہوں نے لکھا کہ یہ جملہ " مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى "، کی دلیل ہے۔ یعنی جب اس کی تعلیم دینے والا اس قدر قوی اور رسا فتور ہے تو پھر وہاں شیطان کی کیا مجال ہے کہ وہاں دخل اندازی کر سکے کیونکہ شیطان ملائکہ سے بہت گھبراتا ہے چنانچہ جنگ بدر کا واقعہ ہے کہ شیطان ابوجہل کے پاس اس کے دوست سراقہ کی شکل میں آیا اور کہا کہ میں تمہاری مدد کے لئے لشکر لے کر آیا ہوں تم فکر نہ کرو۔ یہی باتیں کرتا ہوا جا رہا تھا اور ابوجہل بھی ساتھ تھا۔ جب مقابلہ ہوا اور دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو شیطان نے دیکھا کہ مسلمانوں کے لشکر میں جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور سامنے موجود ہیں۔ یہ دیکھ کر الٹے پاؤں بھاگا اور ابوجہل سے ہاتھ چھڑا کر بھاگنے لگا۔ ابوجہل نے اس کو روکنا بھی چاہا اور تعجب بھی کیا کہ یہ سراقہ اس طرح بدحواس ہو کر بھاگا جاتا ہے اس لئے اس نے کہا ٹھہرو تو سہی مگر وہ ہاتھ چھڑا کر بھاگ ہی گیا قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے۔

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَكُمْ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكُمْ

اور جب شیطان نے ان کے عمل کو زینت دی اور کہا کہ نہیں غالب تم پر آج کے دن کوئی لوگوں میں سے اور بے شک میں تمہارا حمایتی ہوں۔ پھر دونوں لشکر جب آمنے سامنے ہوئے تو الٹے پاؤں بھاگا اور یہ کہا کہ تحقیق میں زور دفع ہوں تم سے اور یہ کہہ کر اپنا ہاتھ چھڑا کر بھاگا اور اس کے جواب میں شیطان نے کہا کہ

إِنِّي أَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ

میں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے خدا سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے

اس جگہ شیطان نے ایک بات تو سچ کہی کہ " إِنِّي أَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ " اور اگلی بات جھوٹ کہہ دی کہ " إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ " جھوٹے کے یہ معنی نہیں کہ اس کی ساری باتیں ہی جھوٹ ہوں اگر کوئی شخص دس باتیں بھی سچ کہے تو وہ جھوٹا ہی کہلائے گا۔

اس کے آگے جبرئیل علیہ السلام کی دوسری صفت مذکور ہے۔ " ذُوْ مِرَّةٍ "، یعنی نہایت حسین و جمیل ہیں جنات میں تو ظلمتیں ہیں مگر ملائکہ میں اتنی نورانیت عطا ہوتی ہے کہ وہ سراپا نور ہیں۔ وہاں نفس اور شیطان کا کہاں گزر؟ اور نحویوں کا قاعدہ ہے کہ جب جملہ ثانیہ ماقبل کی دلیل واقع ہو رہا ہے تو اس کی جگہ عطف جائز نہیں ہے۔ چنانچہ اس جگہ " عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوٰى "، کو بغیر عطف ہی کے ذکر کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ جملہ پہلے جملہ کی دلیل ہے آگے بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت میں دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل نے غلطی نہیں کی اس چیز کے ادراک کرنے میں جو دیکھا اس کے بعد ارشاد ہے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى

نظر نہ بہکی اور نہ عدول کیا

بادشاہوں کے دربار کا اور وہاں کی حاضری کا ادب یہ ہوتا ہے کہ بعض چیزوں کے دیکھنے کی اجازت ہوتی ہے

اور بعض چیزوں کے دیکھنے کی ممانعت ہوتی ہے تو مطلب یہ ہے کہ وہاں پر آپ کی نگاہ نے ذرہ برابر کجی اور عدول نہیں کیا جن جن چیزوں کے دیکھنے کی اجازت تھی انھی کو دیکھا اور جہاں تک نظر ڈالنے کی اجازت تھی۔ وہیں تک نظر پہنچی نہ آگے بڑھی نہ پیچھے ہٹی۔ ایسا نہیں ہوا کہ جن چیزوں کو دیکھنے کی ممانعت کی گئی ہو ان میں سے کسی کو دیکھا ہو خلاصہ کلام یہ کہ ان آیات میں پانچ چیزوں کی عصمت کا بیان ہوا

۱۔ **ماضل صاحبکم** سے علم میں عصمت کا پتہ چلا کہ آپ کا علم ایسا ہے کہ اس میں کسی قسم کی غلطی کا احتمال نہیں اور (۲) **ماغوی** میں عمل اور نیت کی عصمت معلوم کہ آپ عمل اور نیت بھی بالکل صحیح ہیں اور **ماینطق عن الھوی** میں نطق اور گویائی اور کلام کی عصمت ثابت ہوئی کہ آپ کا کلام خدا ہی کا کلام ہے اسی طرح قلب(۴) کے ادراک میں بھی کوئی غلطی نہیں۔ **ماکذب الفواد** میں ادراک قلب کی عصمت کا بیان ہے اور نگاہ(۵) اور بینائی میں بھی کسی قسم کی غلطی کا کوئی احتمال نہیں **مازاغ البصر وماطغیٰ** اسی عصمت بصر کا بیان ہے۔ الحاصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بھی معصوم عن الخطاء ہے۔ اور آپ کی نیت اور آپ کی نیت اور عمل بھی معصوم عن الخطاء ہے اور آپ کا نطق اور کلام بھی معصوم عن الخطاء ہے اور آپ کا ادراک قلبی بھی اور احساس بصری بھی معصوم عن الخطاء ہے لہٰذا ایسی ذات بابرکات کے اقوال و افعال اور حرکات و سکنات کے صحت ہونے میں کوئی دیوانہ ہی تردد کر سکتا ہے

حضرت جبریل علیہ السلام کو آپ نے دو مرتبہ اپنی صورت میں دیکھا ایک تو ابتداء بعثت میں جب کہ آپ وحی کے منقطع ہو جانے سے حد درجہ مغموم تھے۔ اور دوسرے سدرۃ المنتہیٰ کے قریب جہاں جنت الماویٰ ہے اس لئے آپ حضرت جبرئیل کو اچھی طرح پہنچانتے ہیں۔ کوئی مغالطہ نہیں ہو سکتا اور پیرا اس لئے فرمایا کہ شیاطین کاہنوں کے پاس واہی تباہی خبریں لے کر آتے ہیں اور آپ اس سے ہر طرح سے پاک اور معصوم ہیں۔ آپ کے پاس جو وحی آتی ہے وہ فرشتہ لے کر آتا ہے۔ معاذ اللہ کاہنوں کی طرح کوئی شیطان آپ کے پاس نہیں آتا۔ اور آپ جبریل امین کو خوب پہچانتے ہیں جبریل علیہ السلام آپ کے پاس خواہ کسی صورت میں آئیں تو آپ پہچان لیں گے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

من انداز قدرت را می شناسم

حضرت فریدالدین عطارؒ کے منطق الطیر میں اشعار ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت جبرئیل آپ کے خادم بن گئے کیونکہ آپ کی وفات سے قبل ایک دفعہ حضرت وحیہ کلبیؓ (جو آپ کے جانثار خادم اور صحابی ہیں) کی صورت میں حاضر ہوئے اور دوسرے صحابہ کرام کو تعلیم دینے کے لئے آپ سے احسان وغیرہ سے متعلق چند سوال کرنے کے لئے ایک اجنبی مسافر کی صورت میں تشریف لائے جس کا ذکر بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے اس میں یہ اشکال ہے کہ اس وقت آپ سے جب ان کے چلے جانے کے بعد صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! یہ کون تھے؟ تو آپ نے تھوڑے تامل کے بعد فرمایا کہ یہ جبریل تھے۔ تو آپ کے تامل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے ان کو پہچانا نہ تھا۔ بلکہ کچھ دیر کے بعد پہچانا۔ سو اس کا جواب حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے دیا ہے۔ کہ جب حضرت جبرئیلؑ آپ کے پاس وحی اور پیغام الٰہی لے کر آتے تھے تو آپ فوراً بلا تاخیر پہچان لیتے تھے۔ اس وقت چونکہ وہ وحی لے کر نہ آئے تھے بلکہ دین کا خلاصہ بتانے کے لئے ایک غیر معروف سائل صورت میں نمودار ہوئے اس لئے تھوڑی کچھ اشتباہ ہو گیا۔ اور پھر فوراً ہی تنبیہ ہو گیا۔

اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اس جگہ جو حق تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل علیہ السلام دونوں کے اوصاف کا ذکر فرمایا اس سے کیا مقصود ہے؟ تو حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ تعدیل ہے سند وحی کی۔ کیونکہ ہمارے تک جو وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے پہنچی ہے اس میں دو واسطے ہیں ایک نبی کریمؐ اور دوسرے جبریل۔ یعنی سند اس طرح ہے کہ حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حدثنا جبریل علیہ السلام قال حدثنا اللہ عزوجل۔ اس لئے ان دونوں راویوں کی جو ہمارے اور خدا کے درمیان واسطہ ہیں صفات بیان فرمائیں اور یہ اسناد و شرط بخاری پر ہے اول تو راویوں کا حال معلوم ہونا ضروری ہے دوسرے یہ بھی شرط ہے کہ مروی عنہ سے راوی کا لقاء بھی ثابت ہو اس لئے یہ بھی فرمادیا کہ آپ نے جبرئیل کو دو دفعہ دیکھا ہے ان آیات میں راوی کا مروی عنہ سے بالمشافہ لقاء کو بیان فرمایا۔ اب روایت علی شرط البخاری ہو گئی اور شیخ الہند فرماتے تھے کہ ہم کو وحی تین واسطوں سے پہنچی ہے۔ ایک صحابہ دوسرے نبی کریمؐ تیسرے جبرئیلؑ۔ اگر ان میں سے کسی ایک واسطہ پر کلام کرو گے تو دین ختم! اس لئے صحابہ کو بھی ماننا پڑے گا۔ اب **مَاكَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی** کوئی غلطی نہیں کی قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں) کے معنی بھی سمجھ لیجئے جمہور کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ اس سے مراد حضرت جبریل کا دیکھنا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے شب معراج میں اللہ کا دیکھنا مراد ہے۔ معنی یہ ہیں کہ جو تجلیات الٰہی سے دیکھیں ان کو قلب نے غلط نہیں سمجھا۔ بلکہ قلب بھی اس کی تصدیق کرتا رہا اور رویت بصر اور رویت قلب میں کوئی اختلاف واقع نہیں ہوا علامہ زرقانی کا قول ہے کہ حافظ ابن حجر نے " **ماکذب الفواد مارایٰ** کے معنی یہ بیان کئے کہ فواد کے معنی دل اور رائی کے معنی سر کی آنکھ سے دیکھنے کے ہیں۔ یعنی انسان کی ایک آنکھ تو سر میں ہے اور ایک آنکھ دل میں ہے اور ان دونوں کے ابصار میں اور دیکھنے میں فرق ہے یعنی آنکھ کا دیکھنا اور طرح کا ہوتا ہے اور دل کا دیکھنا اور طرح کا ہوتا ہے لیکن شب معراج میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ کی دونوں ابصار کی قوتیں ایک قسم کی بنا دی گئی تھیں اب آیت کے معنی یہ ہوئے کہ آپ کی دونوں قوتوں میں کوئی اختلاف نہ تھا بلکہ وہ بمنزلہ قوت واحدہ کے ہو گئی تھیں۔ اسی کو عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت میں فرمایا۔

**فجعل نور بصری فی فوادی**

میری آنکھ کا نور میرے دل میں ڈال دیا گیا اور اس طرح آپ نے جو دیکھا اور سنا دل نے اس کی پوری پوری تائید کی کسی بزرگ کا شعر ہے

باقی ص۲۵ پر

# مطالعات و تعلیقات

## • عورت کی سربراہی اور حکیم الامت
## • اہل علم کیلئے نادر تحفہ

حافظ محمد اقبال رنگونی، مانچسٹر

### زنانہ حکومت اور حضرت حکیم الامت

**عورت** کی سربراہی کے جواز ثابت کرنے والے حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے ایک فتوے سے استدلال کرتے ہوئے آپ کو بھی قائلین جواز کی فہرست میں شامل کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرتؒ کے اس فتوے اور دیگر ارشادات سے ہرگز عورت کی سربراہی کا جواز نہیں ملتا۔ اس سلسلے میں علماء کرام حضرت اقدسؒ کی تفسیر اور امداد الفتاویٰ ہی کے حوالے سے سیر حاصل تبصرہ فرما چکے ہیں۔ اور قائلین جواز کے استدلال کے ایک ایک جزو کو واضح کر چکے ہیں۔ اسلئے اس پر مزید تبصرہ کرنا مناسب نہیں لیکن مطالعہ کے دوران حضرت حکیم الامتؒ کے مواعظ میں اس مسئلے پر بھی اچھی خاصی بحث موجود ہے۔ جس میں حضرتؒ نے اس مسئلے پر جو کچھ فرمایا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرتؒ کو جواز کا قائل گردانا یقیناً زیادتی ہوگی لیجئے آپ بھی استفادہ فرمائیے! آپ فرماتے ہیں:

جس کو قدرت نے محکوم بنایا ہو اس کو مساوی کون کر سکتا ہے۔ یہ محکومیت عورتوں کے لئے خداتعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ اور یہ اس لئے کہا گیا تاکہ عورتیں دل گیر نہ ہوں۔ نعمت اس لئے ہے کہ اگر دنیا میں سب برابر کے درجہ کے ہوتے تو انتظام قائم نہ رہ سکتا۔ تو یہ ضروری بات تھی کہ ایک گھٹا ہوا ہو دوسرا بڑھا ہوا۔ اگر سارے حاکم ہی ہوتے تو کاشت کاری کون کرتا۔ عمارت کون بناتا۔ غرض دنیا کا انتظام اس کو چاہتا ہے کہ سب ایک درجہ کے نہ ہوں بلکہ ایک بادشاہ ہو، ایک وزیر کوئی حاکم کوئی رعیت کوئی تاجر کوئی مزدور یہ فرق مراتب ضروری تھا۔ ہاں اس فرق مراتب کی یہ بھی ایک صورت تھی کہ عورتیں بڑھی ہوئی ہوتیں مرد گھٹے ہوئے۔ مگر ان کی عقل چونکہ دماغ ضعیف ہے اس لئے تمدن خراب ہو جاتا۔ وہ خود بھی اپنی حفاظت نہیں کر سکتے۔ دوسروں پر حاکم بن کر ان کی نگہبانی تو کیا کرتیں۔ بے وقوف کے لئے یہی مصلحت ہے کہ کسی کے تابع ہو کر رہے۔ اگر کسی بے وقوف کو حاکم بنا دیا جائے تو انجام دیکھ لو کیا ہوگا خود بھی ہلاک ہوگا دوسروں کو بھی تباہ کرے گا۔ اگر چھوٹے بچے کو ماں باپ کے تابع نہ کیا جائے تو وہ یقیناً ہلاک ہوگا کیونکہ اس کو اپنے نفع اور ضرر کی کچھ خبر نہیں تو بے وقوف کے لئے کسی کا ماتحت ہونا ہی مصلحت ہے تاکہ دوسرا اس کی روک ٹوک کر سکے۔

یہی حال ہے اس حدیث کا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ وہ قوم کبھی فلاح نہ پائے گی جس کی حاکم عورت ہو۔ کسریٰ شاہ فارس کی بیٹی جب بادشاہ بنی تھی اس پر آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ یہیں سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آج کل ہماری خرابی اور خستگی کا باعث ایک یہ امر بھی ہے کہ ہم نے عورتوں کو حاکم بنا دیا ہے اگرچہ یہ چھوٹی سی (گھر کی) حکومت ہے مگر اس کا بھی نتیجہ خراب ہی ہے...... اور یہ سارا فساد عورتوں کو حاکم بنانے کا ہے۔ عورتوں کی دلجوئی کرنا ضروری ہے مگر ان کے تابع بننا برا ہے...... عورتوں کو حاکم کر دینا سخت تنزل کا باعث ہے۔ جس کو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے فرما گئے ہیں۔

اس حدیث پر شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ بعض متمدن قوموں میں عورتیں حاکم ہوتی ہیں۔ اور بعض جگہ اب بھی ہیں اور پھر ان کو ترقی ہے؟ تو اول تو مال و دولت کی ترقی فلاح نہیں فلاح قوم کی اصل ترقی اخلاقی و علمی اور روحانی ہے تو پھر ہم تسلیم نہیں کرتے کہ جن قوموں میں عورت بادشاہ ہوتی ہے ان کو یہ ترقی نصیب نہیں ہوتی۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ان کی ترقی ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ اس کا اثر ہے کہ عورتیں خود مختار حاکم نہیں بلکہ محض ضابطہ کی حاکم ہیں اس سے مضمون حدیث پر کوئی حرف نہیں آ سکتا۔

میں نے اس وقت اس حدیث کو اسلئے پڑھ دیا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ اس وقت جو ہم نے اپنے گھر یا باہر کا حاکم عورتوں کو بنا رکھا ہے اس کو بھی ہماری پستی اور تنزل میں دخل ہے اور آج کل ہم پر یہ تباہی ایسی آرہی ہے کہ بجائے متبوع بننے کے عورتوں کے بالکل تابع ہو گئے۔ (وعظ شعب الایمان ص ۵)

ملاحظہ فرمائیے، حضرت حکیم الامتؒ عورت کی سربراہی کے جواز کے قائل ہیں یا عدم جواز کے؟ گھر کی حاکمیت سے متعلق حضرتؒ کا یہ ارشاد ہے تو غور فرمائیے ملکی حاکمیت کے بارے میں کیا فتویٰ ہوگا؟ حضرتؒ کو اگر معلوم ہو جاتا کہ ایک دور ایسا بھی آئے گا کہ جس میں عورت تابع بنانا تو درکنار تابع بننے کے لئے قرآن و حدیث اور خود حضرتؒ کا فتویٰ کا بھی سہارا لیا جائے گا۔ تو یقین جانئے آپ اس سے بھی سخت الفاظ فرماتے۔

ہم امید کریں گے کہ حضرت حکیم الامتؒ کے اس ارشاد کی روشنی میں اور دیگر وضاحتوں کے بعد حضرتؒ کو قائلین جواز کی فہرست میں شامل کرنے سے یقیناً احتراز کیا جائے گا۔

### زنانہ حکومت اور دار الافتاء دیوبند

کچھ عرصہ سے روزنامہ جنگ لندن اور روزنامہ ملت لندن میں عورت کی سربراہی کے جواز پر دارالعلوم دیوبند کی جانب ایک فتویٰ منسوب کیا جا رہا ہے۔ اور اس خبر کو متعدد بار شائع کیا گیا معلوم نہیں کیا مصلحت کار فرما تھی۔ ہم نے تحقیق حال کے لئے دارالعلوم دیوبند کے دار الافتاء سے رابطہ قائم کیا تو معلوم ہوا کہ اس جواز کے فتویٰ کا دارالعلوم دیوبند سے انتساب ایک فریب و مغالطہ ہے۔ نہ تو دارالعلوم دیوبند سے یہ فتویٰ دیا گیا اور نہ ہی دارالعلوم اس جواز کے حق میں ہے چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے دارالعلوم سے ایک فتویٰ کی کاپی ہمیں ملی جس میں "عورت کو سربراہ حکومت بنانا شرعاً ناجائز ہے" کا فتویٰ دیا گیا۔ اس کے بعد قرآن و حدیث و فقہی حوالوں کے اندراج کے بعد لکھا کہ:

"کتاب اللہ، حدیث نبوی اور فقہ کے دلائل میں صراحت ہے کہ عورت کے لئے سربراہ مملکت بننا جائز نہیں یہ حق مردوں کے لئے مخصوص ہے۔"

جواز کا فتویٰ دار الافتاء دارالعلوم دیوبند کی طرف سے نہیں دیا گیا۔ اس کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس سلسلہ

میں علماء نے عدم جواز کا جو متفقہ فتویٰ دیا ہے وہ درست ہے۔ (۱۲ ذی القعدہ ۱۴۰۹ ھ)

اسی طرح دارالعلوم دیوبند کے مولانا مفتی حبیب الرحمٰن خیرآبادی نے ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں اس موضوع پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے۔ مضمون کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ:

"عورت کی سربراہی کا مسئلہ پاکستان میں آج کل موضوع سخن بنا ہوا ہے ہندوستان میں بھی کچھ لوگ دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور اس بارے میں اخبارات میں بعض مفصل تحریریں نظر سے گذریں علاوہ ازیں ایک فتویٰ بھی دیکھنے میں آیا جس میں اسلامی مملکت کے اندر عورت کی سربراہی کو قرآن و حدیث اور فقہی روایات سے قطعاً جائز قرار دیا ہے اور اس فتویٰ کو دارالعلوم دیوبند کی طرف منسوب کرکے نقیبی اعظم دارالعلوم دیوبند کے نام سے شائع کیا گیا۔ حالانکہ دارالعلوم دیوبند سے جواز کا کوئی فتویٰ نہیں دیا گیا۔ اور نہ اس فتویٰ نویس کا دارالعلوم سے کوئی تعلق ہے اس فتویٰ اور اس کے غلط انتساب کی وجہ سے پاکستان میں خصوصاً اور ہندوستان میں عموماً بڑا خلجان و اضطراب پایا جا رہا ہے اس لئے بعض بزرگوں کی درخواست پر اس کا تفصیلی جواب شائع کیا جا رہا ہے (ص۲)

آگے قرآن پاک کی ایک آیت سے استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ان ہی اسباب و وجوہ کی بنا پر کسی اسلامی مملکت میں عورت کی حکمرانی و سربراہی موجب عدم فلاح اور علماء، محدثین و فقہاء کرام کے نزدیک بالاتفاق ناجائز ہے عورت کو حکمران بنانے والے سب ہی گنہ گار ہوں گے"(ص۱۲)

اس کے بعد احادیث کریمہ اور فقہی حوالوں کے ذریعہ عدم جواز کی صراحت کی گئی پھر حضرت حکیم الامت کے ایک فتویٰ کا جواب تحریر کیا گیا اس کے بعد لکھا کہ:

حضرت تھانوی کا فتویٰ مجوزین کے لئے مفید مقصد نہیں ہو سکتا۔ غرض تاریخ اسلام میں کبھی کسی نقیہ یا عالم نے عورت کی حکمرانی کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا ہے۔" (ص۱۸)

اس تفصیلی مضمون میں چند شبہات کے جوابات کے بعد آخر میں یہ تحریر کیا گیا کہ:

"بہرحال کسی اسلامی ملک کی سربراہی کے لئے عورت کا تقرر کرنا ہرگز جائز نہیں ہے تمام ائمہ کا یہ متفقہ فیصلہ ہے اور یہ اجماعی فیصلہ بن چکا ہے کامل العقل اور اہلیت تامہ رکھنے والے مردوں کے موجود ہوتے ہوئے عورت کو ملک کی وزارت یا صدارت کے لئے منتخب کرنا اسلام اور مسلمان کے لئے نہ صرف ننگ و عار کا باعث ہے بلکہ تاریخ اسلام میں ایک بدنما داغ اور مملکت کے یقینی ناکام ہونے کی علامت ہے

(ص۲۰)

دارالعلوم دیوبند کی جانب سے ایک صریح فتویٰ اور واضح مضمون کے ہوتے ہوئے بھی جو لوگ دارالعلوم دیوبند کو قائلین جواز میں شامل کرکے پراپیگنڈہ کرنے میں مصروف و مشغول ہیں۔ انہیں شرم آنی چاہیے۔ اور اپنی آخرت کا خیال کرنا چاہیے۔ دنیا کے معمولی مسائل کے حل کے لئے اکابر پر اتنی بڑی تہمت و الزام بہت ہی زیادہ حسرتناک اور افسوسناک ہے جس کا انجام یقیناً عبرتناک ہے۔

## اہل علم کے لئے نادر تحفہ

چند دن ہوئے دارالعلوم دیوبند کے نقی اعظم حضرت مولانا نظام الدین صاحب مدظلہ العالی نے کمال شفقت سے ہمیں ایک کتاب بنام "فتح الرحمان فی اثبات مذہب النعمان" عزل ارسال فرمائی۔ یہ کتاب حدیث تاریخ میں پہلی بار شائع ہوئی ہے جس کے مصنف کبیر حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ ہیں۔ اور موصوف کی یہ سب سے آخری تصنیف ہے جس میں مسلک احناف کو احادیث مبارکہ سے واضح کیا گیا ہے۔ اور مشکوٰۃ شریف کے طرز پر اس کی تعمیر کی گئی ہے حضرت الشیخؒ اس تصنیف کی وجہ بیان کرتے ہیں۔ کہ جب میں مشکوٰۃ شریف پڑھتا تھا تو یہ شبہ پیدا ہوا کہ مسلک احناف کے پاس سرمایہ حدیث کی تو ہے نہیں یا ہے تو مگر بہت کم۔ اور ان کے مسلک کی بنیاد اکثر رائے و قیاس ہے جیسا کہ آج کل کے نام نہاد مجتہد بھی یہی کہتے نہیں تھکتے اور ہر تقریر میں اسی کا رونا روتے ہیں۔ حضرت شیخؒ فرماتے ہیں کہ ان حالات میں میں نے طے کیا کہ اپنا مسلک


دینی و دنیاوی تعلیم کا منفرد ادارہ

جامعہ حنفیہ قادریہ (رجسٹرڈ)

ملحق با وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۲۵ شوال تک داخلہ جاری رہے گا

شعبہ درس نظامی میں ۸ سال وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت درس نظامی کا نصاب تعلیم پڑھایا جائے گا، اس کے ساتھ خواہشمند طلباء کے لئے میٹرک تک کی تعلیم کا انتظام ہوگا۔

شعبہ حفظ میں قرآن کریم حفظ کے ساتھ پرائمری تک اعلیٰ اور معیاری تعلیم کا مکمل انتظام ہے۔

جامعہ کی خصوصیات: اساتذہ نہایت محنتی اور زیرک، صحت و تعلیم کے لئے ماحول صاف ستھرا، شہر سے دور، کھلے اور ہوادار کمرے، ہمہ وقت کی نگرانی، خوراک کا معیاری انتظام

نوٹ: ۱ سرپرست کے بغیر داخلہ نہیں ملے گا ۲ شعبہ درس نظامی میں بیرونی طلباء کے لئے حافظ قرآن و پرائمری پاس اور عمر زیادہ سے زیادہ ۱۵ سال ہو، ۳ شعبہ حفظ کیلئے عمر کم از کم ۶ سال زیادہ سے زیادہ ۱۰ سال، مزید تفصیلات کے لئے جوابی لفافہ لکھیں یا مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ کریں ــــ جامعہ میں پہنچنے کیلئے لاہور ریلوے اسٹیشن سے ویگن نمبر ۱۳ پر سوار ہو کر چوک یادگار شہیداں پر اتریں

المشتہر قاری جمیل الرحمٰن اختر ناظم اعلیٰ جامعہ حنفیہ قادریہ (رجسٹرڈ)

فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

چوک یادگار شہیداں، ڈاکخانہ باغبانپورہ، جی ٹی روڈ، لاہور

تبدیل کر کے مسلک شافعیت اختیار کر لوں۔ چنانچہ میں نے اپنے استاد مکرم سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضرت الاستاذ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں مشکوٰۃ شریف ابھی ابھی پڑھائی اس لئے شاید تم کو یہ خیال آیا ہے۔ تم فلاں فلاں کتابیں دیکھ لو پھر مجھ سے کہنا۔ چنانچہ حضرت الاستاذ کی ہدایات کے مطابق ان کتب کا مطالعہ شروع کیا تو میرے سارے اوہام و خیالات دور ہو گئے۔ اور مجھے وثوق کامل ہو گیا کہ مسلک حنفیہ کے پاس ہی سرمایہ حدیث بھی زیادہ ہے۔ اور ان کا مسلک زیادہ مؤید بالحدیث بھی ہے۔ اس کے بعد ذہن میں یہ خیال گردش کرتا رہا کہ حدیث کی کوئی کتاب مشکوٰۃ شریف کی طرح ایسی ہونی چاہیئے جس میں مسلک احناف کا سرمایہ حدیث مستند طور پر یکجا ہو۔ اب تک ایسی کوئی کتاب نہیں ملی تو میں نے خود یہ کتاب "فتح الرحمٰن" کی تالیف اسی انداز پر شروع کر دی۔ (مقدمہ صفحہ ۱۲)

واقعۃً یہ کتاب اپنے طرز کی نرالی کتاب ہے اور حنفی نقطۂ نگاہ سے مشکوٰۃ شریف کا بدل ہے۔ اس کتاب کی دو جلدیں منصہ شہود پر آچکی ہیں۔ اور حضرت اقدس مفتی صاحب مدظلہ کے گرامی نامہ سے معلوم ہوا کہ تیسری جلد کتابت کے مراحل سے گذر رہی ہے۔ اللہ کرے وہ بھی جلد از جلد شائع ہو جائے۔

حضرت اقدس مولانا مفتی نظام الدین صاحب مدظلہ لائق صد مبارک باد ہیں کہ انہوں نے اس تحفہ نایاب کا سراغ لگایا۔ آپ نے اس کتاب کو از سر نو تحریر فرمایا۔ کتابت کا انتظام فرما کر طباعت کے مراحل سے گذارا۔ اور یوں علم حدیث کی خدمت کے ساتھ ساتھ مسلک احناف کی تائید و تصدیق کے سلسلے میں بھی ایک قابل صد تحسین کارنامہ سرانجام دیا۔ جس کے لئے تمام اہل اسلام بالخصوص علماء احناف مشکور ہیں۔

فتح الرحمٰن اہل علم کے لئے ایک نادر تحفہ ہے بالخصوص طلباء اور مناظر حضرات اس سے خوب استفادہ کر سکتے ہیں۔ خواہشمند حضرات مکتبہ حسامیہ محلہ دیوان دیوبند سے رابطہ قائم کریں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی اس خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

(آمین۔ ثم آمین)

# مرزا قادیانی کی ہسٹری

مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ ساکن قادیان تقریباً ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا بچپن عجیب و غریب حماقتوں کا مرقع تھا۔ دائیں بائیں کی تمیز نہ تھی۔ نوجوانی بھی رنگیلی گذری۔ ۱۵ روپے ماہوار پر کچہری میں چپڑاسی ہوئے۔ مختاری کا امتحان دیا جس میں فیل ہو گئے۔ اور ملازمت ترک کر کے خاندانی مقدمات کی پیروی میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے تعلیم تین حضرات سے حاصل کی جن میں ایک غیر مقلد، ایک حنفی اور ایک شیعہ تھا۔ آخر کار روزگار کی تلاش کے لئے عیسائیوں اور آریوں سے مذہبی مباحثے شروع کئے۔ مگر ہر بار منہ کی کھائی۔ آخر کار مولانا محمد حسین بٹالوی کے مشورے سے میدانِ تالیف میں اترے۔ حتیٰ کہ ۱۸۸۰ء میں صداقت اسلام پر ایک مبسوط کتاب ۵۰ جلدیں شائع کرنے کا اشتہار دے کر خوب روپیہ بٹورا۔ پھر آہستہ آہستہ الہام، وحی، مجددیت کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۸۹ء میں اپنے حواریوں اور گھر والوں سے مشورہ کر کے لدھیانہ آکر مسیحیت کا دعویٰ کرنے کا پروگرام بنایا۔ مگر مخالفت کے پیش نظر ہمت نہ ہوئی۔ اسی دوران میں ایک شخص کریم بخش سے سنا کہ ایک ملنگ گلاب شاہ نامی نے پیش گوئی کی تھی کہ عیسیٰ اب جوان ہو گیا ہے۔ لدھیانے میں آکر (معاذ اللہ) قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔ آخر ایک منصوبہ کے تحت لکھا کہ دو سال میں مریم بنا رہا۔ پھر مجھ میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی تو میں عیسیٰ سے حاملہ ہو گیا۔ دس ماہ حاملہ رہنے کے بعد عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا۔ اس طرح عیسیٰ ہو گیا۔ پھر ۱۸۹۱ء میں لدھیانہ آکر دعویٰ کیا کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گئے ہیں۔ ان کی جگہ ان کا مثیل آنا مراد ہے۔ اور وہ میں ہوں۔ اللہ نے عیسیٰ بن مریم والی تمام آیات میری طرف منتقل کر دی ہیں۔ براہین ۵ صفحہ ۱۱۱۔ پھر کہا کہ عیسیٰ چونکہ نبی بھی تھے۔ لہٰذا میں بھی ظلی طور پر نبی ہوں۔ ۱۹۰۱ء میں ظلی۔ بروزی وغیرہ نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ کہ میرے الہام میں محمد رسول اللہ والذین معہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اس میں مجھے رسول پکارا گیا ہے۔ لہٰذا میں رسول ہوں۔ دوران حمل بابو الٰہی بخش نے مرزا جی سے حیض دیکھنے کا مطالبہ کیا تو کہا کہ اب وہ حیض نہیں بلکہ بچہ بن گیا ہے۔ جو اللہ کے بچوں جیسا ہے۔ اور ایک مرید نے لکھا آپ نے فرمایا تھا کہ ایک دفعہ میں نے کشفاً دیکھا کہ میں عورت ہوں۔ اور اللہ نے مجھ سے رجولیت کا اظہار فرمایا۔ اسلامی قربانی صفحہ ۱۲ کہا میرا اللہ کے ساتھ ایک خفیہ تعلق بھی ہے۔ البشریٰ وغیرہ پھر بچہ ہونے کا درد شروع ہوا۔ تو مریمیت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا۔ کشتی نوح وغیرہ۔ دعویٰ نبوت کے دوران فتویٰ تکفیر اور دیگر مباحثات کا خوب بازار گرم رہا۔ جس میں ہر مکتبۂ فکر کے علماء نے خوب حصہ لیا۔ جس پر کبھی مرزا سب کو بے نقط سناتے کبھی مباہلہ کا چیلنج کرتے۔ دیکھئے انجام آتھم صفحہ ۴۵ آخر تنگ آکر ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں خود ہی دعا کی کہ اے اللہ مولوی ثناء اللہ مجھے کذاب و دجال کہتا ہے۔ اگر میں ایسا ہی ہوں۔ تو جھوٹے کو سچے بولنے والے کی زندگی میں نابود کر دے۔ جس کے نتیجہ میں مرزا نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل مرض وبائی ہیضہ لاہور میں وفات پائی اور پھر اس مثیل دجال اکبر کو زیر زمین دفن کر دیا گیا۔

قطع دابر القوم الظلمین۔

از مولانا عبداللطیف — ڈسکہ

آخری قسط

# قادیانیت نواز صحافی

## م۔ش کے جواب میں

تحریر: صاحبزادہ طارق محمود، فیصل آباد

● اسلامی ملکوں سے روابط اور تعلقات مستحکم کرنے کی بجائے یورپی ممالک خصوصاً امریکہ اور برطانیہ سے تعلقات بڑھائے گئے۔

● مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کی بجائے کھٹائی میں ڈال دیا گیا اور اس مسئلے کا کوئی پائیدار حل تلاش نہ کیا گیا۔

● عرب ممالک کے ساتھ رشتہ اخوت بڑھانے کی بجائے ان کے ساتھ سرد مہری کا سلوک کیا گیا۔

● اسلامی ہمسایہ برادر ملک افغانستان سے جان بوجھ کر تعلقات کشیدہ کئے گئے جن کا خمیازہ آج تک بھگتا جا رہا ہے۔

● پاکستان کے جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے اور وطن عزیز کے دفاعی نکتہ نظر سے ہمسایہ ملک چین کی بجائے امریکہ سے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھائی گئیں۔

ظفر اللہ خان کے دور میں ناقص خارجہ پالیسی کے باعث کشمیر کے مسئلے کے حل کے لئے کوئی توجہ نہ دی گئی ظفر اللہ خان کی سیکیورٹی کونسل میں کی گئی نو نو گھنٹے کی تقریریں بھی کشمیر کے پائیدار حل میں کوئی حصہ نہ ادا کر سکیں یہ انہی کی خارجہ پالیسی کا نتیجہ تھا کہ کشمیر کے مسئلہ پر ۱۹۴۸ء، ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء میں تین بے مقصد جنگیں ہوئی جن میں پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔ آج کشمیر کا مسئلہ وہیں کا وہیں کھڑا ہے۔ یہ بھی ظفر اللہ خان کے خبث باطن کا نتیجہ ہے کہ اسلامی ہمسایہ ملک افغانستان سے ہمارے تعلقات نہ بحال ہوئے اور نہ ہی خوشگوار ہو سکے۔ یہ الگ بات ہے کہ روسی جارحیت کے بعد افغانستان کے حالات یکسر تبدیل ہو گئے ہیں لیکن چوہدری ظفر اللہ خان اور ان کی جماعت اس وقت سے افغانستان کے خلاف جوش انتقام میں جل رہی تھی جب کہ افغانستان حکومت نے دو قادیانی مبلغوں کو ارتداد کی تبلیغ کرنے کی پاداش میں سنگسار کر دیا تھا۔

جہاں تک سیکیورٹی کونسل میں مسئلہ کشمیر کی وکالت کا تعلق ہے اس میں شک نہیں کہ چوہدری ظفر اللہ خان نے کشمیر کا کیس پیش کرتے ہوئے سیکیورٹی کونسل میں نو گھنٹے تقریر کی تھی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طویل تقریر سے کشمیر کی کیا خدمت ہوئی۔ اور کیا نتیجہ برآمد ہوا؟ جناب م۔ش صاحب کے کالم کے عنوان کوئی تو رچہ کرنے سے یہی تاثر ملتا ہے کہ کشمیر کے مسئلے پر چوہدری ظفر اللہ خان جیسی وکالت یا خطابت اب تک کوئی نہیں کر سکا اگر م۔ش صاحب حقیقت پسند صحافی ہوتے تو سر ظفر اللہ کی جگہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کا نام

م۔ش صاحب وضاحت کریں کہ وہ قادیانی ہیں یا قادیانی نواز ہے

بھی لے سکتے تھے۔ مسٹر بھٹو مرحوم سے اختلافات کے باوجود یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ۱۹۶۵ء میں سیکیورٹی کونسل کے اجلاس میں ایک اچھوتے اور جذباتی انداز میں کشمیر کا کیس دنیا بھر کے نمائندوں کے سامنے پیش کر کے بھٹو صاحب نے مسئلہ کشمیر کو زندہ حقیقت بنا دیا تھا۔ دنیا جانتی ہے کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم سے بہتر کشمیر کا کیس ان سے پہلے کبھی پیش نہیں کیا گیا۔ چوہدری ظفر اللہ خان کی سیکیورٹی کونسل کے اجلاس میں تقریر کا ایک جملہ کسی کو یاد نہیں جبکہ اسی جگہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی یادگار تقریر کا تاریخی جملہ کہ "ہم گھاس پھوس کھا کر ہزار سال تک لڑیں گے" آج بھی بچے بچے کی زبان پر ہے جناب م۔ش صاحب کے نوک قلم پر ذوالفقار علی بھٹو کا نام اس لئے نہیں آیا کہ ان کے عہد حکومت میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا تاریخ ساز فیصلہ کیا گیا تھا۔ م۔ش صاحب بجشیہ قادیانیت نوازی کا مظاہرہ کرتے ہیں یا انہیں قادیانی جماعت سے پوری ہمدردی کی بجائے یہ وجوہات ہیں؟ موصوف اس پر قلم اٹھائیں تو ان کی نوازش ہوگی تاکہ حقیقت کھل جائے کہ م۔ش صاحب بذات خود قادیانی ہیں یا فقط قادیانیت نواز!

چوہدری ظفر اللہ خان نے پاکستان کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے پاکستان کی خارجہ پالیسی کا جس طرح بیڑہ غرق کیا بین الاقوامی طور پر اسلامی برادری میں ہماری ساکھ کو زبردست نقصان پہنچا ہم چند مزید تاریخی حقائق پیش کرتے ہیں تاکہ م۔ش صاحب جیسے قادیانیت نواز صحافی اور سیاست دان سر ظفر اللہ کے گھناؤنے کردار سے آگاہ ہو سکیں۔

آنریبل خان جلال خان وزیر بلدیات و دیہات صوبہ سرحد نے ایبٹ آباد میں ایک وفد سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"پاکستان کی پانچ سالہ تاریخ میں یہ بات نمایاں طور پر نظر آ رہی ہے کہ حکومت کا جو معاملہ سر ظفر اللہ خان کے سپرد ہوا اس میں حکومت کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا جس کے ساتھ پاکستان کی حیات وابستہ ہے جب تک وزارت خارجہ کے عہدے پر سر ظفر اللہ موجود ہے کشمیر پاکستان کو ہرگز ہرگز نہیں مل سکتا۔"

(آزاد اخبار لاہور ۱۰ جون ۱۹۵۲ء)

کراچی مسلم پارٹیز کنونشن مورخہ ۲ جون میں محمد ہاشم گزدر ممبر دستور ساز اسمبلی پاکستان نے تقریر کرتے ہوئے کہا

"چوہدری ظفر اللہ خان کشمیر کا مسئلہ پیش کرنے کے لئے لیک سیکس گئے تھے میں ان دنوں موجود تھا۔ وہاں لابی میں مشہور تھا سر ظفر اللہ خان وہی کام کرنا چاہتے ہیں جو ہندوستان چاہتا ہے میں نے اسی روز تمام احوال سے حکومت پاکستان کے پرائم منسٹر کو آگاہ کر دیا اس کے بعد تمام ملک کا دورہ کیا۔ اور محسوس کیا کہ اکثر ممالک میں ہمارے خارجہ دفاتر مرزائیت کی تبلیغ کے اڈے بنے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ چوہدری ظفر اللہ خان کے انگریزوں اور ہندوؤں سے گہرے مراسم ہیں ظفر اللہ خان قادیانی پاکستان سے زیادہ اپنے امام مرزا محمود کے وفادار ہیں اور اپنے امام کی ہدایت کے مقابلہ میں حکومت پاکستان کے احکام کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ تقریر کرتے ہوئے کہا! میرے کئی دوست محض دنیاوی فوائد کے لئے محض قادیانی ہو گئے۔ پاکستان میں جو شخص اکھنڈ بھارت کے نعرے لگاتا ہے وہ پاکستان کا دشمن ہے اور ہمارا بدقسمتی ہے کہ اکھنڈ بھارت ہندوستان کا عقیدہ رکھنے والے مرزائی ملک کی ستر فیصدی آبادی کی کلیدی اسامیوں پر فائز ہیں اگر خدانخواستہ کسی وقت جنگ ہو گئی تو معلوم نہیں کہ کیا ہوگا"

آفیسران کی پوزیشن کیا ہوگی۔

(ہفت روزہ لولاک فیصل آباد صہ ۱۲

۱۹ جون ۱۹۸۷ء)

---

ایک اور روزنامہ کی حب الوطنی اور حقیقت پسندی کا زاویہ نہایت ہی چونکا دینے والا ہے ایک روزنامہ صحافی نے کالم سپرد کرتے ہوئے لکھا۔

"ہمارے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کی خارجہ پالیسی ہر لحاظ سے ناکام ہو چکی ہے اس سے بھارت کی سیاسی اہمیت بڑھ چکی ہے اور روس بلاک نے منہ مانگی قیمت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔"

(روزنامہ آفاق لاہور ۳۰ اپریل ۱۹۵۲ء)

وزیر خارجہ پاکستان ظفر اللہ خان کی وجہ سے ہمیں اسلامی برادری اور خصوصاً عربوں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا کیونکہ ان کا تعلق ایک ایسی جماعت سے تھا جس کے تعلقات اسرائیل کے ساتھ جا ملتے ہیں قادیانی اسرائیل کے ایجنٹ ہیں۔

مصر کے مفتی اعظم جناب سید محمد حسنین المخلوف نے لکھا ہے کہ:-

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں میں حیران ہوں کہ پاکستان جیسی اسلامی ریاست میں ایک قادیانی کو وزیر خارجہ کیسے مقرر کیا گیا؟"

(روزنامہ زمیندار لاہور ۱۰ جولائی ۱۹۵۲ء)

ایک فاضل کالم نویس نے روزنامہ "جنگ" لاہور میں سیاسی تجزیہ کرتے ہوئے ایک مضمون بعنوان "لیاقت علی خان روس کا دورہ کیوں نہ کر سکے" کے تحت لکھا۔

"چنانچہ ۱۱ جولائی ۱۹۴۹ء کو پاکستان میں برطانوی ہائی کمشنر سر لارڈ گریفری سمتھ نے یہ یادداشت مرتب کی کہ اس کا غالب امکان تھا کہ دعوت دینے میں روس نے پہل کی ہو۔ حال ہی میں اس کا ثبوت ملا ہے کہ یہ نظریہ قابل قبول تھا لیاقت علی خان مرحوم روس کا دورہ نہیں کر سکیں گے اس وقت پاکستان کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے امریکہ میں امریکی سفارت خانے کے ایک استقبالیے میں یہ بات واضح کر دی کہ پاکستان اس منتظر تھا کہ روس اپنا اگلا قدم اٹھائے انہوں نے

**قادیانی جنرل اختر ملک مرزا محمود کی پیش گوئی کو کامیاب کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کر رہے تھے**

**——نواب کالا باغ مرحوم**

ہمیں مدعو کیا ہم نے دعوت قبول کر لی اب اگلا قدم اٹھانا روس کی اپنی ذمہ داری ہے مگر روس نے یہ اگلا قدم نہیں اٹھایا۔"

(روزنامہ جنگ لاہور بحوالہ ڈان

پاک روس تعلقات کا تجزیہ قسط نمبر ۳

کالم نویس اقبال احمد صدیقی)

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ قادیانی سازش کا نتیجہ تھی اس موضوع پر حقائق و شواہد کا ایک انبار موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پاک بھارت جنگ کے نتیجے میں قادیانی جماعت اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ شروع کرنے میں چوہدری ظفر اللہ خان نے نہایت گھناؤنا کردار ادا کیا ہے۔ پاک بھارت جنگ شروع ہونے سے پہلے لندن

**مرزائی پاکستان میں حصول اقتدار سے مایوس ہو کر قادیان کیلئے مضطرب ہیں**

**——نواب آف کالا باغ مرحوم**

میں قادیانی جماعت کا ایک کنونشن منعقد ہوا۔ اس کنونشن کی روئیداد قادیانیوں کی سازش کا پردہ چاک کرتی ہے لندن میں اس کنونشن سے سر ظفر اللہ خان نے بھی خطاب کیا۔

"کنونشن میں شریک مندوبین نے اس بات پر زور دیا کہ اگر احمدی جماعت برسر اقتدار آ جائے تو امیروں پر ٹیکس لگائے جائیں اور دولت کو از سر نو تقسیم کیا جائے۔"

(روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۳ اگست ۱۹۶۵ء)

پاک بھارت جنگ سے پہلے قادیانی جرنیلوں اور قادیانی جماعت کے رہنماؤں نے صدر ایوب خان مرحوم کو یقین دلایا تھا کہ بھارت پر کشمیر کے محاذ سے حملہ کرنے سے بھارت پاکستان کی بین الاقوامی سرحدوں پر حملہ نہیں کرے گا ظفر اللہ خان نے کشمیر کے محاذ سے حملہ کرانے کے سلسلے میں کیا پاپڑ بیلے اس مکروہ کردار کے دو گواہ جناب مجید نظامی ایڈیٹر نوائے وقت اور علامہ اقبالؒ کے فرزند جناب جسٹس جاوید اقبال بقید حیات ہیں۔ شورش کاشمیریؒ نے عجمی اسرائیل میں پاک بھارت میں قادیانی سازش کو بے نقاب کرتے ہوئے مکمل حقائق پیش کیے ہیں۔

۱۔ نواب کالا باغ نے ۱۹۶۵ء کی جنگ کے واقعات پر گفتگو کرتے ہوئے راقم سے بیان کیا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری محافظت کی ورنہ صورت حال کے پامال ہونے کا احتمال تھا۔

نواب صاحب نے فرمایا، مرزائی پاکستان میں حصول اقتدار سے مایوس ہو کر قادیان پہنچنے کے لئے مضطرب ہیں۔ وہ بھارت سے مل کر یا بھارت سے لڑ کر ہر صورت میں قادیان چاہتے ہیں اور اس غرض سے پاکستان کو بازی پر لگانے سے بھی نہیں چوکتے ایک دن میرے ہاں جنرل اختر حسین ملک آئے اور میرے ملٹری سیکرٹری کرنل محمد شریف سے کہا کہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے پس و پیش کی اور اپنے سیکرٹری سے کہا کہ میں نے جنرل سے اگر ملاقات کی تو صدر ایوب جو مجھ سے پہلے ہی بدظن ہو چکے ہیں اور بدظن ہوں گے اور یہ حسن اتفاق ہے کہ میں بھی اعوان ہوں، جنرل ملک بھی اعوان ہے اور تم (ملٹری سیکرٹری) بھی اعوان ہو۔ صدر ایوب کے کان میں الطاف حسین (ڈان) نے بات ڈال رکھی ہے کہ اسے کسی امریکن نے کہا ہے کہ نواب کالا باغ ایوب خان کے خلاف اندر خانہ خود صدر بننے کی سازش کر رہا ہے

اس وقت تو جنرل ملک لوٹ گئے لیکن چند دن بعد تھیا گلی میں ملاقات کا موقع پیدا کر لیا کہنے لگے "میں صدر ایوب کو آمادہ کر رہا ہوں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کرنے کے لئے بہترین ہے۔ یقین ہے کہ ہم کشمیر حاصل کر پائیں گے مجھے حیرت ہوئی کہ بیٹھے بٹھائے جنرل کو یہ کیا سوجھی؟ بہرحال میں نے عذر کر دیا کہ میں نہ تو فوجی ایکسپرٹ ہوں نہ مجھے جنگ کے مبادیات کا علم ہے۔ آپ خود ان سے تذکرہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ صدر نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ اس لڑائی کے بعد جلد بعد بھارت براہ راست پاکستان کی بین الاقوامی سرحدوں پر حملہ کر دے گا۔

میں نے کہا صدر مجھ سے پہلے ہی بدگمان ہے وہ لامحالہ خیال کرے گا کہ اعوان اس کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں جنرل اختر ملک مجھ سے جواب پا کر چلے گئے اس اثناء میں

سی آئی ڈی کی معرفت مجھے ایک دستی خط ملا جو آزاد کشمیر میں کثرت سے تقسیم کیا گیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ

"ریاست جموں و کشمیر انشاء اللہ آزاد ہوگی اور اس کی فتح و نصرت احمدیت کے ہاتھوں ہوگی۔"

(پیش گوئی مصلح موعود)

اور میرے لئے ناقابل فہم نہ تھا کہ جنرل اختر ملک اس پیشگوئی کو سچا بنانے کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے تھے

• کشمیر ان کے مسیح موعود کے بقول مسیح اول (حضرت عیسٰی) کا مدفن ہے اور مسیح ثانی کے پیروکاروں کی بڑی تعداد وہاں آباد ہے لہذا جس ملک میں دو نبیوں کا دخل ہو وہاں کی حکمرانی کا حق صرف قادیانیوں کو مل سکتا ہے۔

• مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نواب امام دین کو گورنر بنا کر کشمیر بھیجا تو مرزا غلام احمد کے والد بھی ان کے ساتھ تھے۔

• حکیم نورالدین نام نہاد خلیفہ اول مرزا محمود کے استاد اور خسر شاہی حکیم کے طور پر کشمیر میں ملازم رہے تھے۔

ان تمام باتوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سر ظفر اللہ خاں اور ان کی جماعت کو کشمیر سے ہمدردی کسی عام انسانی مسئلے یا عمومی خیر خواہی کے جذبے سے نہیں تھی بلکہ کشمیر سے غیر معمولی دلچسپی انہیں سیاسی عزائم و مقاصد حاصل کرنے کی تھی۔ اس سلسلہ میں کشمیر کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی پہلی سازش ۱۹۳۰ء میں برطانوی آقاؤں کے اشارے پر کی گئی۔ محمود کی کشمیر کمیٹی سے دلچسپی انہی سیاسی عزائم کی پیداوار تھی اسی مقام پر علامہ اقبال نے قادیانیوں کے سیاسی عزائم کو بھانپا اور قادیانیت کا پوسٹ مارٹم کیا۔

راقم نے نواب کالاباغ کی یہ گفتگو محترم مجید نظامی ایڈیٹر نوائے وقت کو بیان کی تو انہوں نے تائید کی کہ ان سے بھی نواب صاحب یہی روایت کر چکے ہیں۔

ڈاکٹر جاوید اقبال سے ذکر آیا تو حیران ہوئے فرمایا کہ اس جولائی میں سر ظفر اللہ خان نے مجھے امریکہ میں کہا تھا کہ میں صدر ایوب کو پیغام دوں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کے لئے موزوں ہے پاکستان کی فوج ضرور کامیاب ہوگی جہاں تک ہندوستان کے ہاتھوں بین الاقوامی سرحد کے آلودہ ہونے کا تعلق ہے ایسی کوئی چیز نہ ہوگی میں نے صدر ایوب سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا مجھے کہہ دیا ہے اور کسی سے ذکر نہ کرنا۔

صدر ایوب کو سر ظفر اللہ خان نے پیغام دے کر اور جنرل اختر ملک نے خود حاضر ہو کر علاوہ دوسرے زعماء کے یقین دلایا تھا کہ کشمیر پر حملہ کرنے سے بھارت اور پاکستان میں براہ راست جنگ نہ ہوگی لیکن پاکستانی فوجیں جب کشمیر کی طرف بڑھنے لگیں تو پاکستان کی بین الاقوامی سرحد بیک وقت بھارتی فوج کے حملہ کا شکار ہو گئیں۔ واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کو ہندوستان کے تابع کرنے اور اس کی جغرافیائی ہیئت کو نئی صورت دینے کے لئے عالمی استعمار کا جو منصوبہ تھا اس کو پروان چڑھانے کے لئے پاکستان کے بعض پراسرار لیکن مخفی و معلوم ہاتھ بھی تھے۔ قدرت نے استعماری منصوبہ خاک میں ملا دیا۔ منصوبہ یہ تھا کہ مغربی پاکستان میں پنجاب کو بالواسطہ یا بلاواسطہ شکست ہو تو پاکستان کا عسکری بازو ٹوٹ جائے گا اور مشرقی پاکستان نتیجۃً الگ ہو جائے گا۔ پنجاب کی پسپائی کے بعد سرحد، بلوچستان اور سندھ بلقان ریاستوں یا عرب ریاستوں کی طرح چھوٹی چھوٹی ریاستیں بن جائیں گی۔

قادیانی جماعت کو کشمیر سے غیر معمولی دلچسپی انسانی ہمدردی کی بنیاد پر نہیں بلکہ اس کے مخصوص عقیدے اور نظریئے کی بنا پر ہے۔

قادیانی جماعت جس ریاست کا خواب دیکھتی تھی، مرزا محمود کی نگاہ میں کشمیر ہر لحاظ سے موزوں تھا۔ قادیانی جماعت کی کشمیر میں دلچسپی کے اسباب دوست محمد شاہد تاریخ احمدیت میں لکھتے ہیں۔

• قادیان ریاست جموں و کشمیر کا ہم آغوش ہے جہاں کے پیغمبر کا مولد دارالامان اور مکہ اور مدینہ کا ہم پلہ بلکہ ان سے بھی افضل قرار دیتے ہیں۔

• وہاں تقریباً اسی ہزار احمدی ہیں۔

## بقیہ : عصمت انبیاء کرام رضا

خداوند جہاں را بے جہت دید

اور بے جہت کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ تو کسی جہت میں نہ تھے، مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہت میں تھے۔ امام غزالی نے فرمایا کہ یہ تو ثابت ہے کہ حق تعالیٰ ہم کو دیکھ رہا ہے حالانکہ وہ بے جہت ہے اور ہم سب جہت میں ہیں اسی طرح اس کا عکس بھی ممکن ہے کہ ہم حق تعالیٰ کو دیکھیں اور ہم تو جہت میں ہوں اور وہ جہت سے پاک اور منزہ ہو۔ اگلا شعر یہ ہے

ورای دیدن کہ حیرت حاصلش بود
دلش در چشم و چشمش در دلش بود

خدمت انسانیت ایک عظیم عبادت ہے

## ایک مفید اور مخلصانہ مشورہ

آج انسانی صحت کا مسئلہ مشکل، پیچیدہ اور بالکل مسدود ہو چکا ہے۔

ہم نے اس مسئلہ صحت کو رضائے الٰہی اور خدمت خلق کے ارادے سے آسان اور ارزاں بنانے کا عزم کیا ہے ہمارے کئی بھائی امراض اعصاب، کمزوری، تبخیر معدہ، شوگر، بے اولادی اور دیگر ناقابل علاج امراض کی پریشانی میں مبتلا ہیں۔ اور غیر مستند بازاری کاروباری لوگوں سے علاج کروا کر ہزاروں روپے خرچ کر کے مایوس ہو چکے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے

## مایوسی گناہ ہے

ہم مرض کا بااصول علاج بڑی ہی ہمدردی، توجہ، احساس ذمہ داری اور دیانت داری سے کرتے ہیں۔

ہمارا طریقہ علاج دوسرے اداروں سے مختلف ہے۔

ہمارے طریقہ علاج سے بفضل تعالیٰ بیماری جڑ سے ختم ہو جاتی ہے۔ اور انشاءاللہ العزیز دوبارہ علاج کی ضرورت نہیں ہوتی۔

## ہمارا بلند معیار، بااصول، مستند ادارہ

آپ کو سستا، آسان، بااصول، تسلی بخش، مستقل اور مختصر طریقہ علاج فراہم کرے گا۔

آپ اپنے مرض کے حالات لکھ کر ہم سے رابطہ قائم کریں۔ ادویات بذریعہ ڈاک منگوائی جا سکتی ہیں۔

طالب علموں اور غرباء کے لئے خصوصی رعایت ہوگی

منیجر ادارہ

النجم الصحت حافظ آباد پاکستان

پوسٹ کوڈ:۔ 52110

۵۲۱۱۰

# دفتر ختم نبوّت پر قادیانی غنڈوں کا مسلح حملہ

## عالمی مجلس کے راہنماؤں کا پُرزور احتجاج !!!

راولپنڈی — گزشتہ دنوں علی الصبح ۵ بجے مسلح قادیانی غنڈوں نے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کافی نقصان ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع راولپنڈی کے مبلغ احسان احمد دانش، حضرت مولانا عبدالرؤف الازہری، حضرت مولانا قاری احسان اللہ حکیم قاری محمد یونس اور ختم نبوت شعبہ طلبہ کے راہنماؤں اشفاق احمد محمد ریاض خان، ارشد محمود، طاہر رزاق، عدنان رزاق، راشد مشتاق اور ختم نبوت یوتھ فورس کے صدر محمود احمد نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں اس غنڈہ گردی کی شدید مذمت کی اور اسے ملک و ملت کے خلاف گھناؤنی سازش قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی پورے ملک اور بالخصوص ضلع راولپنڈی میں نقص امن عامہ کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس واقعہ میں ملوث بااثر قادیانی فاتح چوہدری منور احمد اور دیگر تمام ملزموں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر انتظامیہ نے اس کا فوری نوٹس نہ لیا تو طلبہ راست قدم کریں گے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ضلعی انتظامیہ قادیانیوں کو انکی عبادت گاہ تک محدود رکھے۔ اور ان کی عبادت گاہ واقع مری روڈ سے احمدیہ لائبریری کی تختی اور مینار گرائے جائیں۔

---

# فیصل آباد کی مرکزی دارالمطالعہ ختم نبوت کا قیام

رپورٹ: محمد اشرف بٹ

گذشتہ دنوں ہوٹل الامین نزد جامعہ مسجد اہل حدیث امین پور بازار میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکزی دار المطالعہ ختم نبوت کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ دارالمطالعہ کا افتتاح مجلس کے مرکزی راہنما مولانا محمد اشرف ہمدانی نے فرمایا افتتاحی تقریب کا آغاز تنظیم تحفظ ختم نبوت طلبا پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کے سابق صدر اور مصر کے شہرہ آفاق قاری عبدالباسط مرحوم کے شاگرد ڈاکٹر قاری محمد صولت نواز کی تلاوت سے ہوا دارالمطالعہ ختم نبوت کے انچارج جناب نصیر احمد آزاد نے دارالمطالعہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ قادیانیت کے احتساب کے لئے ضروری ہے کہ لٹریچر عام کیا جائے۔ اور خصوصاً نوجوانوں کو عقیدہ ختم نبوت کی حقیقت اور اہمیت سے روشناس کرایا جائے۔ تحریک ختم نبوت کے عظیم راہنما مولانا تاج محمود کے فرزند صاحبزادہ طارق محمود نے دار المطالعہ ختم نبوت کے قیام کو خوش آئند قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہر محاذ پر قادیانی فتنہ کے خلاف جہاد جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور تردید مرزائیت کی تحریک میں اب تک نوسو کتب مرکزی دفتر تحفظ ختم نبوت ملتان میں جمع کی جا چکی ہیں۔ صاحبزادہ طارق محمود نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیوں کے عقائد و عزائم سے ملت اسلامیہ کو آگاہ کرنے کے لئے مختلف زبانوں میں لٹریچر شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے۔ اندرون و بیرون ملک عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں مختلف کتب اور کتابچے وسیع تعداد میں تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ فاضل نوجوان مولانا قاری محمود احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ہمارے دین کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے جس پر دین کی عمارت استوار ہے۔ انہوں نے جماعت کے راہنماؤں اور کارکنوں کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو ناموس رسالت کے تحفظ میں خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ مولانا محمود احمد قادری نے کہا کہ ماضی میں تمام مکاتب فکر کے علماء اور راہنما ختم نبوت کے مقدس پلیٹ فارم پر اکٹھے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انتشار کی موجودہ صورتحال میں اب بھی مختلف راہنماؤں کو اسی پلیٹ فارم پر جمع کر کے متحد و متفق کیا جا سکتا ہے۔ ممتاز عالم دین مولانا محمد انور کلیم نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت و اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی فتنہ اسلام اور پاکستان کے لئے ایک ناسور کی حیثیت رکھتا ہے انہوں نے کہا کہ مرزائیت کا محاسبہ کا محاسبہ ایک مقدس اور پاکیزہ مشن ہے۔ مولانا انور کلیم نے کہا کہ قادیانی فتنہ کے خلاف جہاد تمام مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے۔ انجمن تاجران کے نو منتخب جنرل سیکرٹری شیخ بشیر احمد نے دارالمطالعہ ختم نبوت کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی فتنہ انگریزی سامراج کی یادگار ہے۔ انگریزوں نے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے اور جہاد کو منسوخ کرنے کی خاطر اس فتنہ کو پروان چڑھایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اب جب کہ افغانستان اور مقبوضہ کشمیر میں حریت پسند جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر آزادی کی جدوجہد کی جدوجہد میں مصروف عمل ہیں۔ جہاد کے عقیدہ کی افادیت اور اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ شیخ بشیر احمد نے کہا کہ قادیانی جماعت کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔

تقریب کے مہمان خصوصی مولانا محمد اشرف ہمدانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا جس طرح صحابہ جسم نبوت کے امین تھے۔ کئی جنگوں کے اندر صحابہ کرام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد حصار بنائے شہید ہو گئے۔ جس طرح جسم نبوت کی حفاظت عین ایمان تھا۔ اسی طرح عقیدہ ختم نبوت کی

آپ کی خدمت ہمارا نصب العین

ایشیاٹینٹ سروس

شادی و دیگر پارٹیوں کیلئے کھانا ہر میڈ پر بھی دستیاب ہے۔

پروپرائیٹر: محمد سلیم رضا
سیٹلائٹ ٹاؤن مارکیٹ گوجرانوالہ

فون: ۸۰۹۹۳

حفاظت عین ایمان ہے۔ مولانا نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ایک پاکیزہ مشن ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو چن لیتے ہیں، مولانا حمدانی نے کہا کہ ماضی میں جن شخصیات نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور تردید مرزائیت کے سلسلے میں کام کیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں ترقی درجات عطا فرمائی آج ان بزرگوں کا نام روز روشن کی طرح تابندہ ہے۔ اور تاقیامت اس حوالے سے ان کا نام درخشندہ رہے گا۔ مولانا اشرف حمدانی نے کارکنوں کو تلقین کی کہ وہ ختم نبوت کا پیغام گلی گلی کوچے کوچے تک پہنچائیں۔ تاکہ یہ ہمارے لئے آخرت کا توشہ ثابت ہو۔

دار المطالعہ ختم نبوت

## نواز شریف کی حکومت میں قادیانیوں پر یہ نوازش کیوں؟

فیصل آباد   عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی نصیر احمد نے ڈائریکٹر سرگودھا ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سرکل فیصل آباد اور ڈپٹی ڈائریکٹر سرگودھا و سیکرٹری ڈسٹرکٹ ہاؤس کمیٹی فیصل آباد سے مطالبہ کیا ہے کہ پیپلز کالونی نمبر ۲ کے پلاٹ نمبر ۴۹۰ ڈی میں قادیانی غیر مسلموں کی عبادت گاہ اور قادیانی مرکز غیر قانونی طور پر تعمیر کرنے پر پلاٹ کی الاٹمنٹ منسوخ کی جائے اور قادیانی عبادت گاہ مرزائیت کی تعمیر فوری طور پر بند کرائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز کالونی نمبر ۲ بیکنگ نمبر ۲ کے سامنے ۵ کنال رقبہ پر مشتمل کارنر کا پلاٹ ایک قادیانی شریف باجوہ کو الاٹ ہوا تھا۔ جس نے رہائش کے لئے ایگریمنٹ پر کیا اور سنہ ۱۹۸۰ء میں اس پلاٹ پر تعمیر کے لئے تین منزلہ نقشہ غیر قانونی طور پر حکام سے ملی بھگت کر کے منظور کرایا۔ جس کے تمام کمرے ۳۷×۱۳ اور یہ پلاٹ قادیانی جماعت کو بطور عطیہ دے دیا۔ کہ اس پر عبادت گاہ تعمیر شروع ہوئی اور آٹھ فٹ اونچی چاردیواری تعمیر ہوئی۔ اور بنیادیں کھودی گئی ہیں۔ اور ایک پرنٹنگ ملز کا مالک قادیانی اس کی تعمیر کرا رہا ہے۔ جبکہ اصل الاٹی ملک سے باہر ہے۔ مقام افسوس ہے کہ پیپلز کالونی تمام مسلمانوں کی بستی ہے۔ صرف چند ایک قادیانی گھر ہیں۔ اور شرارت کے طور پر قادیانی عبادت گاہ کی تعمیر شروع کی ہے اور ۶۔بی پیپلز کالونی میں غیر قانونی قادیانی جمعہ کی عبادت کر رہے ہیں۔

## دفتر ختم نبوت راولپنڈی پر قادیانی غنڈوں کے حملہ پر زبردست احتجاج

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے اعلان کے مطابق تمام مکاتب فکر کے علماء و خطباء نے اپنے جمعہ کے بیانات میں پورے ملک میں قادیانیوں کی دین اور ملک دشمن سرگرمیاں اور دفتر ختم نبوت راولپنڈی پر حملہ اور حکومت کی خاموشی پر سخت احتجاج کیا۔ علماء نے کہا کہ قادیانی اقلیت کبھی بھی دین اور ملک کی سالمیت کے حق میں نہیں رہی۔ موجودہ حکومت برسر اقتدار آتے ہی قادیانیوں نے پورے ملک میں انتشار پھیلانے اور وطن عزیز کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کے پروگرام بنائے ہیں۔ جس کی ایک کڑی دفتر ختم نبوت پر حملہ ہے علماء نے مرکزی حکومت کی طرف سے قادیانیوں کی اہم کلیدی عہدوں پر تقرری کو قادیانیوں کے ساتھ حکومت کی کھلی ملی بھگت قرار دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع راولپنڈی کے مبلغ احسان احمد دانش نے قادیانی غنڈہ گردی پر پرزور احتجاج کیا ہے۔

## دعا برائے ایصال ثواب

ہمارے دوست حاجی قاسم عبدالستار بھائی اور یونس بھائی کے والد بزرگوار جناب حاجی داد و مراد صاحب کراچی بروز ہفتہ ۱۲ شعبان ۱۴۱۰ھ بمطابق ۱۰ مارچ ۹۰ء کو جہان فانی سے کوچ کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم مجلس ختم نبوت کے معاون تھے۔

جملہ قارئین سے درخواست ہے کہ مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کریں ادارہ جملہ پسماندگان کے ساتھ شریک غم ہے اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

## بقیہ: کسی کا مذاق نہ اڑائیے

اتفاق ہے بشرطیکہ ذکر کرنے والے کا قصد اس سے تحقیر و تذلیل کا نہ ہو جیسے بعض محدثین کے نام کے ساتھ اعرج، اعراب مشہور ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو جن کے ہاتھ نسبتاً زیادہ طویل تھے ذوالیدین کے نام سے تعبیر فرمایا ہے

حضرت عبداللہ بن مبارک سے دریافت فرمایا گیا ہے کہ اسانید حدیث میں بعض ناموں کے ساتھ کچھ ایسے القاب آتے ہیں۔ مثلاً حمید الطویل، سلیمان الاعمش، مروان الاصفر تو کیا ان القاب کے ساتھ ذکر کرنا جائز ہے آپ نے فرمایا جب تمہارا قصد اس کا عیب بیان کرنے کا نہ ہو بلکہ اس کی پہچان پوری کرنے کا ہو تو جائز ہے۔

(قرطبی وکذا فی الاوجز)

## اچھے القاب سے یاد کیا جائے

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا حق دوسرے مومن پر یہ ہے کہ اس کا ایسے نام اور لقب سے ذکر کرے جو اس کو زیادہ پسند ہو اسی لئے عرب میں کنیت کا عام رواج تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو پسند فرمایا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص خاص صحابہ کو کچھ القاب دیئے مثلاً صدیق اکبرؓ کو عتیق، حضرت عمرؓ کو فاروق، حضرت حمزہؓ کو اسد اللہ اور خالد بن ولیدؓ کو سیف اللہ فرمایا ہے۔

## بقیہ: ہمارا نصاب تعلیم

سکولوں میں اردو کے پیریڈ میں غالب کے خطوط اور میر کی غزلیں پڑھائی جاتی ہیں،

اسلامیات کے پیریڈ میں قرآن پاک کے تیسویں پارہ کی آخری دو سورۃ کا ترجمہ کرا دیا جاتا ہے لیکن صدق، زبان کی سچائی، دل کی سچائی، عمل کی سچائی، سخاوت، عفت و پاکبازی، دیانتداری و امانت، شرم و حیا، رحم، عدل و انصاف، عہد کی پابندی، احسان، عفو و درگزر، حق گوئی، استقامت، اور خودداری یا عزت نفس کے بارے میں کبھی بھی نہ کوئی لیکچر دیا جاتا ہے اور نہ ہی عملاً اس کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

لہٰذا وقت کی ضرورت کے پیش نظر انگریز کے نظام تعلیم کو یکسر تبدیل کر کے اسلامی تعلیمی نظام رائج کیا جائے، ملکی انتشار، فرقہ پرستی، گروہ بندی اور لسانی فسادات سے چھٹکارا اسی وقت ممکن ہے جب ہم اسلامی

# طلباء دورۂ حدیث شریف کیلئے خوشخبری

جیسا کہ

آپکو معلوم ہے کہ مدرسہ عربیہ دارالعلوم حنفیہ اورنگی ٹاؤن میں موقوف علیہ تک کتب دینیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ بفضلِ خدا اس سال سے دورۂ حدیث شریف کا اجراء ہو رہا ہے طلبا دورۂ حدیث سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنا داخلہ ۳۰ شوال سے قبل کرالیں۔ قیام و طعام وظائف کے علاوہ کتب اور علاج معالجہ کی سہولت بھی موجود ہے۔

مدرسہ کی توسیع کیلئے پلاٹ کی الاٹمنٹ کیلئے

**مبلغ ۲۵ (پچیس) لاکھ روپیہ کی اشد ضرورت ہے**

اللہ تعالیٰ آسان فرمائے ..... (آمین)

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر ۵۹۴
انجمن جامع مسجد و دارالعلوم حنفیہ نقشبندیہ
اورنگی ٹاؤن نمبر ۱۰ کراچی

الداعی الی الخیر : فیض اللہ آزاد مدیر مدرسہ عربیہ دارالعلوم حنفیہ ۱۱ ای اورنگی ٹاؤن کراچی